STUDENT POWER A.T.I

انجمن طلباء اسلام

عشقِ رسول ﷺ سے سرشار امیدِ سحر کے پیامبروں کا ترجمان

ماہنامہ

نوائے انجمن

لاہور

اکتوبر 2023ء

ایک بار اور بھی طیبہ سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجدِ اقصیٰ تیرا

- بارگاہِ الٰہی کے آداب
- خدائی اور حضوری
- بیت المقدس
- تعلیماتِ غوث اعظمؒ
- سانحہ مستونگ
- نمازوں کے نام اور اہمیت
- کفن چوروں کی انجمن

ماہنامہ
نوائے انجمن لاہور

انجمن طلباءِ اسلام پاکستان
کا ترجمان
اکتوبر 2023ء

چیف ایگزیکٹو
مبشر حسین حسینی
مرکزی صدر انجمن طلباءِ اسلام پاکستان

چیف ایڈیٹر
سید حسنین نوری
سیکرٹری جنرل انجمن طلباءِ اسلام پاکستان

مجلسِ ادارت
- ریاض الدین نوری
- ڈاکٹر خوشی محمد خضری
- سید آفتاب عظیم شاہ بخاری
- محمد نواز کھرل
- نیر صدیقی
- شمس الرحمان شمس
- حافظ محمد شفیق
- محمد علی خان

مجلسِ مشاورت
- سردار بیدار حسن
- مبشر منظور سلطانی
- نصیر کھچک
- محسن ریاض گوندل
- نور علی میرانی

ایڈیٹر
محمد عامر اسماعیل
سابق مرکزی نائب صدر ATI پاکستان

ڈپٹی ایڈیٹر
نصر اللہ سلطان
مرکزی سیکرٹری اطلاعات ATI پاکستان

سب ایڈیٹر
محمد کامران اکبر رضوی
مرکزی جوائنٹ سیکرٹری ATI پاکستان

قلمی معاونین
- قاضی طاہر مسعود
- پروفیسر شاہد رضا
- محمد اسلم سعیدی
- ملک محبوب الرسول قادری
- سید مقصود علی شاہ
- سلمان علی اقدس
- ظہیر باقر بلوچ
- ڈاکٹر نعیم الدین الازہری
- پروفیسر ڈاکٹر احمد ندیم رانجھا
- انجینیئر سرفراز احمد ضیغم

معاون ایڈیٹرز
ساجد الرحمٰن سلہری
سید راشد گیلانی

ڈیزائن / لے آؤٹ
سخن گر پبلی کیشنز
0303-4369596

اندرونی صفحات پر

سنابل نور (حمد و نعت)	2	تقریباتِ میلاد	21
اداریہ	3	لبیک یا اقصیٰ	24
بارگاہِ الٰہی کے آداب	4	اقتباسات	25
بیت المقدس	5	نمازوں کا بیان	26
ایک اور بارہ ربیع الاول	6	فیمنزم اور طلاق کا بخار	28
خدائی اور حضوری	7	سرکاری سکولوں کی نجکاری	29
تعلیماتِ غوث الاعظمؒ	8	خودشناسی: کلید کامیابی	29
سانحہ مستونگ	10	کفن چوروں کی انجمن	30
اخبارِ انجمن	11	Martyrs & Tyrrants	32

ضروری گذارش: نوائے انجمن میں اشاعت کیلئے اپنی تحریریں / رپورٹس ہر ماہ کی 20 تاریخ سے قبل ای میل / واٹس ایپ کر دیا کریں۔ شکریہ

زرِ تعاون

فی شمارہ	بیرون ملک	سالانہ ممبر شپ	بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
-/100 روپے	5 ڈالر زیا مساوی	-/1200 روپے	-/2400 روپے

پبلشر و چیف ایڈیٹر سید حسنین نوری نے باباجانی پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر داتا دربار روڈ لاہور سے شائع کیا

رابطہ دفتر: ایوان خیر سٹوڈنٹ سیکرٹریٹ، دربار روڈ لاہور
رابطہ نمبرز: 0331-6464156, 0307-6465156
ای میل: atipak68@gmail.com

سنابلِ نور

حمدِ باری تعالیٰ جل جلالہ

یوں کہتے ہیں سب حسن ہے محجوب تمہارا
ہم کہتے ہیں جیتا رہے محبوب تمہارا

آفاق عجب کاریگری کا ہے نمونہ
انفس میں اتر جاتا ہے اسلوب تمہارا

ہے طیبہ شجرہ کی طرح طیبہ کلمہ
سمجھانے کا انداز ہے کیا خوب تمہارا

ہر طور سے دیتا ہے خبر لطف و کرم کی
صوفی کوئی بندہ ہے کہ مکتوب تمہارا

چپکا سا پڑا رہتا ہے کونے میں ظہیر آہ
ادنیٰ سا بھکاری ہے یہ مجذوب تمہارا

ظہیر باقر بلوچ

نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہمارے نام پر طیبہ میں گر پکارا ہو
نہ کوئی دکھ ہو ہمیں اور نہ خسارہ ہو

حضور زیست کا اوج کمال یہ ہوگا
حضور آپ کے قدموں پہ سر ہمارا ہو

حضور میرا مقدر بھی جگمگا اٹھے
حضور میری طرف بھی اگر اشارہ ہو

یہ مہر و ماہ میں بطحا کی خاک پر واروں
حضور میرا فلک پر اگر اجارہ ہو

حضور آپکے سارے غلام زندہ باد
سبھی کا نام بلندی کا استعارہ ہو

اسلم رضا خواجہ

نوائے طلباء

اداریہ

فلسطین۔۔۔دعا کے ساتھ دوا بھی ضروری ہے

دعا یقیناً مومن کا ہتھیار اور عبادت کا مغز ہے مگر دعا کے لیے فطرت نے کچھ منطقی قواعد ترتیب دے رکھے ہیں کتاب اللہ میں واضح کہہ دیا گیا کہا گر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کریگا یعنی اللہ کی مدد کا حصول اللہ تعالی کے وضع و تخلیق کردہ نظام فطرت کے تابع اور اسباب سے متصل ہے۔مزید وضاحت کتاب مبین کا ایک اور حکم بلیغ کرتا ہے کہ اللہ اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جو اپنے آپ کو خود نہ بدلے۔عرب اسرائیل تنازعہ ایک صدی کا ہو چکا اسرائیل نے سارے عربوں پر اپنی ظاہر فضیلت و برتری کو منوالیا یورپ اور امریکا کی ناجائز حمایت نے اسرائیل کو دنیا بھر میں ایک اسلامیان عالم کے لیے ایک ہیبت کا بت بنا کر رکھا ہے القدس پر قبضہ سرزمین انبیاء کی بے توقیری اسرائیل کا پسندیدہ شغل ہے دنیا کے نقشے پر فلسطین فقط ایک یادگار بنتا جا رہا ہے

خدا تعالی کی حکمت و بردباری بھی لاشریک ہے اسلامی تحریک مزاحمت حماس کے حملوں نے 50 برس بعد ایک طاقتور اسرائیل کو کاری ضرب لگادی جس کے نتیجے میں اسرائیل پاگل جانور کی طرح غزہ کی پٹی میں بسنے والے انسانوں پر پل پڑا ہے۔دنیا میں تہذیب وامن کے علمبردار اسلامی تحریک مزاحمت کے آپریشن طوفان الاقصی سے نالاں اور اسرائیل کے مظالم پر رضا مند ہو کر اس کے ساتھ ہیں جبکہ امت مسلمہ او آئی سی عرب لیگ جملہ مسلم حکمران غفلت اور زبانی جمع خرچ میں مصروف ہیں۔پاکستان سے سعودی عرب تک قبلہ اول کی آزادی اور فلسطینیوں کے لیے عوام وخواص لمبی چوڑی دعائیں اور سوشل میڈیا پر ہمدردی کے پیغامات پہنچا رہے ہیں جبکہ اہل فلسطین کو اس وقت عالم اسلام کی عملی مدد اور حمایت کی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے وضع کردہ اصولوں کے مغائر کسی قوم کی مدد و نصرت نہیں فرماتے۔اس بنیادی فلسفے کو سمجھ کر امت مسلمہ فلسطینیوں کی مدد کرے تو کوئی وجہ نہیں رہتی کہ فلسطینی ریاست کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو۔

سچائی کا دامن تھام کر سماج کو تنزلی سے بچایا جاسکتا ہے

مملکت پاکستان میں سیاسی سماجی معاشی انحطاط کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں معاشی مشکلات اور سیاسی بحرانوں نے اہل وطن کی انفرادی و اجتماعی زندگی کو یکساں طور پر متاثر کیا ہے تفریق اور تخریب کی خلیج ہر طبقہ فکر ہر گھر تک چلی جا رہی ہے لیکن مشکل وقت میں ہی ایمان و استقامت پر ڈٹ جانا خدا کے یہاں مقبول ترین عمل ہے سماج کو سچائی اور اچھائی کی ازحد ضرورت ہے اتفاق واتحاد سے سچائی اور اچھائی کا پرچار اگر 5 فیصد لوگ بھی شروع کریں تو سماج کا رخ تنزلی سے موڑا جا سکتا ہے مسلمان کی زبان وہاتھ دوسرے مسلمان کے لیے امان و خیر کا باعث نہ ہو تو مسلمانی فقط بے دلیل دعوی رہ جاتی ہے اس لیے نوجوانان ملت پر لازم ہے کہ کتاب اللہ کی ہدایات اور اسوہ کامل کی روشنی سے اس بڑھتی ہوئی تیرگی میں چراغ بن کر جلیں۔

(ادارہ)

بارگاہِ الٰہی جل جلالہ کے آداب

قرآنِ حکیم کی روشنی میں

ڈاکٹر نجم الحسن

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسلام کو پسندیدہ دین اس لیے قرار دیا کہ یہ دینِ فطرت ہے اور اس میں معاشرتی اصلاح وفلاح کے تمام تر ضابطے بطریقِ احسن موجود ہیں۔ اسی وجہ سے مُسلم برادری، پسندیدہ اُمت قرار پائی کہ مسلمانوں کو زندگی کے تمام شعبوں میں بہترین اُصول عطا کیے گئے ہیں۔ تعلقات کی ذیل میں ظاہر ہے خالق ومخلوق کا تعلق سب سے پہلا تعلق ہے اور مسلمان، اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار مخلوق اور حضور سیّد عالم نور مجسم کی وفادار اُمت ہیں۔ بارگاہِ الٰہی کے بھی کچھ آداب ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہی اس کی بارگاہ کے آداب سے کماحقہ آگاہ ہوتے ہیں۔ آیئے! قرآنِ حکیم کی روشنی میں بارگاہِ خداوندی کے آداب ملاحظہ کریں تاکہ ہم اپنے خالق ومالک کی رضا وخوشنودی حاصل کرسکیں۔ بارگاہ الٰہی کے پہلے نافرمان "ابلیس" نے انکارِ سجدہ حضرت آدمؑ کے بعد جب لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا تو پھر رب کریم سے کہنے لگا۔ "۔۔۔بولا، تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا۔ میں ضرور تیرے سیدھے راستے پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا"۔ (الاعراف: ۱۶)۔ اب دوسری طرف حضرت آدمؑ سے جب لغزش ہوئی تو ان کا انداز، لہجہ اور اپنے رب کی بارگاہ میں حاضری پر غور کیجیے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ تو نے مجھے اس طرف متوجہ کیا یا تو نے ہی توفیق دی نہیں۔ بلکہ حضرت آدمؑ کا رجوع الی اللہ کا انداز کیا تھا؟ اس پر بھی قرآنِ حکیم گواہ ہے ملاحظہ ہو۔ "دونوں نے عرض کی، اے ہمارے رب! ہم نے اپنا آپ بُرا کیا۔ تو اگر تُو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے۔۔۔"۔ (الاعراف: ۲۳)۔ اب ذرا حضرت آدم ومائی حوا کے انداز اور ابلیس کے خبیث ردِّ عمل میں فرق ملاحظہ کیجیے۔ ابلیس نے رب کریم کی بارگاہ کے آداب کو ملحوظِ خاطر نہ رکھا اور بے ادبی کا ارتکاب کرتے ہوئے اپنے جرم اور غلطی کا ذمہ دار بھی اللہ تعالیٰ کو قرار دے دیا جبکہ حضرت آدم ومائی حوا نے مودبانہ طریقے سے اپنی لغزش کا اعتراف کر کے معافی طلب کی اور پھر حضور (جو کہ محبوب رب العالمین ہیں) کے وسیلہ سے معذرت کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت ومہربانیوں سے سرفراز کردیا۔ سارے کے سارے انبیائے کرام علیہم السلام بارگاہِ الٰہی کے آداب سکھانے کے لیے مبعوث کیے گئے اور انہوں نے اپنی یہ ذمہ داری بحسن وخوبی ادا فرمائی۔ خوش بخت تھے وہ لوگ، جنہوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا اور ان کے منہج کو اپنایا۔ حضرت سیدنا ابراہیمؑ اپنے رب کی عظمت وکبریائی یوں بیان فرماتے ہیں کہ "وہ جس نے مجھے پیدا کیا تو وہ مجھے راہ دے گا اور وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے"۔ (الشعراء: ۷۸۔۸۰)۔ حضرت صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ نے اس آیت کی شرح میں لکھا ہے کہ یعنی "میرے امراض دور کرتا ہے، ابن عطا نے کہا کہ معنیٰ یہ ہیں کہ جب میں خلق کی دید سے بیمار ہوتا ہوں تو مشاہدہ حق سے مجھے شفا عطا فرماتا ہے"۔ (اللہ اکبر)۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی تخلیق، ہدایت، رزق اور صحت سب کچھ اپنے رب کی مہربانیوں سے منسوب کردیا۔ حق بندگی بھی یہی ہے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ کے لیے آسمان سے کھانے اُترے تو انہوں نے یوں شکرانہ ادا کیا کہ "اے میرے رب! میں اس کھانے کا جو تو نے میرے لیے اُتارے، محتاج ہوں"۔ (القصص: ۲۴)۔ یعنی آپ نے اللہ تعالیٰ سے ایسے نہیں کہا کہ مجھے کھانا کھلاؤ بلکہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اس کے سامنے اپنے عجز وانکسار کا اظہار فرمایا۔ یہ حسن طلب ہے۔ (سبحان اللہ)۔ اسی طرح حضرت ایوبؑ کو شدید تکلیف بڑھی تو یہ نہ کہا کہ مجھے صحت یاب کر، بلکہ اپنے رب سے یوں ملتجی ہوئے۔ "اور ایوب کو (یاد کرو) جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا ہے"۔ اور پھر حضور امام الانبیاء سید المرسلین نے تو ساری زندگی اور شبِ معراج لقائے رب کے دوران بھی عجز وانکسار کا تحفہ بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جس کے جواب میں رب کریم نے درود وسلام کے پھول برسائے۔ عبادت گزاری اور تلاوت ونوافل کے سبب جب ساری رات مشقت فرماتے اور قدم مبارک متورم ہوجاتے تو بالآخر حضرت جبریل امینؑ اللہ تعالیٰ کا سلام اور پیغام لائے کہ "اے جھرمٹ مارنے والے! رات میں قیام فرما، سوا کچھ رات کے۔ آدھی رات یا اس سے کچھ کم (آرام کرو۔ یا اس پر کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو"۔ (المزمل: ۱ تا ۴)۔ بعد ازاں کثرتِ عبادت کے سبب، جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض کرتیں کہ اب تو آپ آرام فرمالیا کریں تو میرے آقا ومولا مرشد کائنات ارشاد فرماتے کہ اے عائشہ! کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟۔ اللہ اکبر۔ ایسے ہی آپ نے اُمت کو بارگاہِ الٰہی میں حاضری کے آداب تعلیم فرمائے۔ جیسے نماز مومن کی معراج ہے اور نماز سے پہلے وضو بنیادی شرط ہے جو بارگاہِ الٰہی میں حاضری کے آداب میں سے ہے۔ ایسے ہی کپڑوں کا پاک صاف ہونا، جگہ کا پاک ہونا وغیرہ۔ صوفیائے کرام اور اولیائے اُمت تو بڑے اہتمام سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتے تھے۔ حضور پُرنور سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تو خصوصی طور پر عمدہ لباس زیب تن فرما کر نماز میں مشغول ہوجاتے تھے۔ آپ کا واقعہ مشہور ہے کہ عید کے روز کمرہ بند کر کے آہ وزاری کررہے تھے، کسی نے کہہ دیا حضور والا! آج تو خوشی کا دن ہے رونے دھونے کا نہیں۔ فرمایا کہ! عید تو اس کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز رہا اور میں تو اس دن کو عید سمجھوں گا جب کامل ایمان کے ساتھ دنیا سے جاؤں گا۔ آج کل بعض شتر بے مہار قسم کے لوگ جو منہ میں آتا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بکتے چلے جاتے ہیں اور بعض دفعہ انجانے میں انسان ناشکری کے کلمات منہ سے نکال دیتا ہے جو سخت بے ادبی اور نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ یہ شیطان کے وسوسے اور اس کے چیلوں کی کارستانی کا ثمر ہے۔ لہٰذا مسلمان کو ہمہ وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے خالق ومالک کی رضا اور خوشنودی کے حصول میں ہی متوجہ رہے ورنہ شیطان اپنے منصوبوں میں کامیابی کے لیے انسان کو گمراہ کرنے میں لگا ہوا ہے۔

بیت المقدس تاریخ، اہمیت اور موجودہ حالات

محمد نصر اللہ سلطان

بیت المقدس کا احترام وتبریک اسلام، عیسائیت اور یہودیت میں موجود ہے ان مذاہب سے وابستہ افراد اس مقدس مقام کو اپنے اپنے مذہب میں موجود اسکی عظمت اور فضیلت کے اعتبار سے مانتے ہیں۔ ہم مسلمان چونکہ تمام پیغمبروں اور نازل ہوئی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اس لیے ان تمام عبادت گاہوں اور مقامات جو کسی بھی پیغمبر سے منسوب ہیں انکا احترام کرتے ہیں اور عقیدت رکھتے ہیں۔ بیت المقدس ہمارا قبلہ اوّل ہے آپ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت کے تیرہ برس اور مدینہ منورہ ہجرت کے بعد تقریباً سترہ ماہ تک مسجد اقصیٰ کی جانب رخ کر کے نماز ادا کی۔ بیت المقدس مکّہ اور مدینہ کے بعد تیسرا ؤ شہر ہے جس سے مسلمانوں کو بے پناہ عقیدت ہے۔ مسجد اقصیٰ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ آخری نبی الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کا سفر مسجد اقصیٰ سے کیا۔ مسجد اقصیٰ کی فضیلت اس لیے بھی ہے کہ اس مقدس مسجد میں کئی پیغمبروں نے عبادت کی جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت داوٗد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام شامل ہیں۔ فلسطین جو کہ انبیاء کی سرزمین ہے مسلمان اس سرزمین پر ۱۹۱۷ تک بڑی ہی عزت وآبرو والی زندگی بسر کر رہے تھے جو کہ کچھ غیر مسلم ممالک کو برداشت نہ تھا۔ دوسری طرف مغربی دنیا اور دیگر حصوں میں یہودیوں کا اثر ورسوخ بڑھ رہا تھا جس کو ختم کرنے کے لئے وہاں کے حکمرانوں نے یہودیوں کو اپنے ممالک سے نکالنا شروع کر دیا یہودیوں نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر برطانیہ اور امریکہ سے اپنی الگ ریاست کا مطالبہ کر دیا یہودیوں کے اس مطالبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے برطانیہ نے اپنی فوجی طاقت کے بل بوتے پر عسکری لحاظ سے کمزور اسلامی مملکت فلسطین پر حملہ کیا اور اس کے ایک بڑے حصہ پر قبضہ کر لیا۔ برطانوی افواج نے فلسطین کے اس حصہ میں یہودیوں کی آباد کاری کا عمل شروع کیا اور دوسری طرف مسلمانوں کو بیدردی سے تہ تیغ کیا۔ یہاں آباد ہونے والے یہودیوں کو امریکہ اور برطانیہ نے نہ صرف مہلک ہتھیاروں سے لیس کیا، بلکہ ان کی بھرپور فوجی تربیت اور مدد کی۔ فلسطین میں مسلمانوں کی قتل وغارت کا سلسلہ 1947ء تک برطانیہ کی نگرانی میں جاری رہا۔ 1947ء میں فلسطین کی اس اسلامی سرزمین پر غیر قانونی طور پر وجود میں لائی جانیوالی ریاست اسرائیل کے قیام کا اعلان کیا گیا۔ اسرائیل کے قیام کے بعد برطانیہ نے تو اپنی افواج فلسطین سے نکال لیں، مگر اس ناجائز یہودی ریاست کے تحفظ کی ذمہ داری امریکہ نے قبول کی۔ اس وقت سے تاحال اسرائیل امریکی سرپرستی میں نہ صرف مظلوم فلسطینی عوام پر جبر وستم کے پہاڑ توڑ رہا ہے بلکہ دنیا بھر کے اسلامی ملکوں کے خلاف ایک گھناؤنے اور مذموم ایجنڈے پر کاربند ہے۔ امریکہ اپنے ناجائز لے پالک طفل شر کے ذریعے مشرق وسطیٰ سمیت تمام اسلامی دنیا کو غیر مستحکم اور پسماندہ رکھنا چاہتا ہے۔ اسرائیل کے ناجائز قیام کے لیے یہود ونصاریٰ نے نظریہ ہولوکاسٹ متعارف کرایا۔ کچھ ناعاقبت اندیش اور بکاؤ قلم رکھنے والے اس نظریہ سے اتنے متاثر نظر آتے ہیں کہ وہ اسرائیل کو بھی پاکستان کی طرح نظریاتی ریاست کا نام دینے سے نہیں چوکتے۔ مغرب نے جو نظریہ ہولوکاسٹ متعارف کرایا، اس کے مطابق چونکہ یہودیوں پر بہت ظلم وستم ڈھائے گئے ہیں، لہذا ان کے لیے علیحدہ ریاست کا قیام ضروری ہے۔ اگر اس نظریہ کو درست بھی مان لیا جائے تو تاریخ بتاتی ہے کہ یہودیوں پر ظلم وستم مسلمانوں یا عربوں نے نہیں ڈھائے، بلکہ یورپ اور امریکہ کے کئی علاقوں میں عیسائیوں نے ڈھائے۔ ہٹلر دور میں اور سے قبل وبعد یہودیوں کی نسل کشی کی گئی۔ ان کو اجتماعی قبروں میں زندہ دفن کیا گیا، وغیرہ وغیرہ۔ بعد میں عیسائیوں نے اپنے تاریخی جرائم پر پردہ پوشی کے لیے بچے کھچے یہودیوں کو اکھٹا کر کے مسلمانوں کی آزاد سرزمین پر مسلط کر دیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہودیوں کی ریاست اسی جگہ قائم ہوتی، جہاں ان کے آباؤ اجداد کو عیسائیوں نے ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا تھا۔ اس لحاظ سے وہ جگہ وسطی یورپ، برطانیہ کے نزدیک بنتی ہے۔ یہودیوں نے بھی اپنے پیغمبر کی تعلیمات سے روگردانی کرتے ہوئے ان عیسائیوں سے تو محبت ودوستی کی پینگیں لڑانی شروع کر دیں، جنہوں نے ان کا قتل عام کیا، لیکن مسلمانوں کو اپنا دشمن قرار دیدیا۔ فلسطین کی آزادی کی تحریکوں کو دنیا بھر کے مسلمانوں کی حمایت و سرپرستی حاصل رہی ہے اسلامی ممالک کے رہنماؤں نے اپنے تاثرات میں یہ امید ظاہر کی کہ وہ دن دور نہیں جب دنیا اسرائیل سے نجات کی خوشخبری سنے گی۔ آزاد فلسطین کا دیرینہ خواب کب کا پورا ہو چکا ہوتا، اگر چند اسلامی ریاستیں اپنے وسائل اور اختیارات سمیت سامراج کی گود میں سر نہ چھپاتیں۔ یہ حکمران اقتدار اور مسند شاہی کو اللہ و اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا سمجھنے کے بجائے اسے امریکہ برطانیہ کی عنایت سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ کہ ان کا ہر عمل واقدام امریکہ اور اس کے میمنہ میسرہ کی خوشنودی سے وابستہ ہے۔۔ موجودہ وقت اسلام اور ملت اسلامیہ کے لیے کڑے امتحان سے کم نہیں۔ مذہب اور امت کے دشمن دنیا پر حکمرانی کے خواب کو پورا کرنے کے لیے ہر خوفناک حربہ آزما رہے ہیں۔ ان کے مذموم عزائم کے آگے بند باندھنے کے لیے ضروری ہے کہ ملت اسلامیہ کا ہر مرد وزن، جوان، بچہ، بوڑھا بیدار رہے اور اپنی استطاعت کے مطابق سامراجی منصوبوں (فرقہ واریت، عریانی، فحاشی، پرآسائش طرز زندگی، اخلاقی گراوٹ، اقدار، تہذیب، کلچر کی پامالی) کو مسترد کرے اور اتحاد بین المسلمین، سادہ وزاہدانہ طرز زندگی، اخلاق حسنہ، مشرقی اقدار وتہذیب، اسلامی نظریہ سیاست، ملت کے اجتماعی حقوق کے لیے فکری ونظریاتی بیداری کا اہتمام کرے۔ اسلامی ممالک کی افواج میں شامل ہر جوان وطن اور مذہب سے وفاداری کا حلف لیتا ہے۔ اس حلف کا بھی تقاضا ہے کہ اسلامی افواج بیت المقدس کو یہودی استبداد سے آزاد کرانے کے لیے عملی کوششیں کریں اور یوم القدس کے مبارک موقع پر اسلامی بھائیوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں، تاکہ پوری دنیا تک یہ پیغام جائے کہ اسلامی ممالک کی افواج اپنی عوام، سرزمین اور مذہب کے ساتھ وابستہ ہیں۔

مسئلہ فلسطین ۷۰ سال پر مشتمل جبر وتشدد اور ناانصافی کی ایک لمبی داستان ہے۔ ان ۷۰ سالوں میں ناجائز ریاست اسرائیل نے فلسطینیوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے انکو انکے اپنے ہی گھروں سے بے دخل کیا انکی زمینوں پر قبضے کیے اُن پر بمب اور گولے برسا کر انکی نسل کشی کی گئی۔ اگر نسل کشی کی شرح دیکھی جائے تو ہر سال ۱۰ ہزار فلسطینیوں کو اسرائیل شہید کرتا ہے۔ فلسطینیوں سے انکے ہر حق کو چھینا جا رہا ہے وہ مقدس سرزمین جو کہ انبیاء کی سرزمین کہلاتی ہے اسے بے گناہ فلسطینیوں کے خون سے رنگا جا رہا ہے فلسطین ہر روز اپنے بچوں بوڑھوں جوانوں کی لاشیں اٹھا تا رہا لیکن اقوام متحدہ اور انسانی حقوق کی تنظیموں کو کبھی یہ ظلم و جبر نظر نہیں آیا۔ سلام اُن فلسطینیوں پر جنہوں نے ٹینک، توپوں اور میزائلوں کا مقابلہ کیا چاہے غلیل کے ساتھ ہی، گولی کے مقابلے میں پتھر سے لڑے لیکن انہوں نے ہار نہیں مانی۔ اپنے اسلامی ممالک بھائی جن سے امیدیں تھی جب وہ ہی دشمن کے لئے نرم گوشہ رکھنے لگے ہیں اور اسکا برملا اظہار بھی کریں تو پھر کیا کیا جا سکتا تھا۔ جب اس وقت کے جب عرب ممالک میں اسرائیل کو قبول کرنے کی خبریں آرہی تھیں تو ساری دنیا نے یہ سمجھ لیا شاید اسرائیل کی فتح ہو گئی ہے اب فلسطین کا کوئی ہمدرد نہیں ہے اب ہم جیسے چاہیں گے ویسے کریں گے لیکن وہ یہ بھول گئے تھے ایک تدبیر کرنے والا اور بھی ہے اور اُسکی تدبیر ہی سب سے اچھی ہے۔ اسرائیل اور اُسکے سرپرست یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ اب انہیں کوئی خطرہ نہیں ہے مسلم ممالک بھی خاموشی اختیار کر چکے تھے کوئی بھی اب فلسطین کے لئے بولنے والا نہیں تھا۔ او آئی سی بھی مردہ گھوڑا ثابت ہوا، چاہیے تھا کہ وہ اسرائیل کے خلاف ایکشن لیتے بیشتر ممالک اسرائیل کو تسلیم اور سفارتی تعلقات قائم کرنے جا رہے تھے اور یہ سب وہ مظلوم فلسطینی دیکھ رہے تھے جب کسی سے کوئی اُمید نہ رہی تو انہوں نے لڑنے کا فیصلہ کیا اور یہ جنگ بھی فیصلہ کن ہوگی آہستہ آہستہ سسک سسک کر مرنے سے بہتر ہے یا تو اپنا ملک لیں گے یا شہادت لیں گے۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کمزور فلسطین نے دنیا کے نمبرون ڈیفنس سسٹم کی دھجیاں اڑا دی۔ مضبوط ترین معیشت اور جدید ترین ٹیکنالوجی اور ہتھیاروں والے اسرائیل کو گھٹنوں کے بل آنا پڑا۔ حماس نے اسرائیل پر ایسا حملہ کیا کہ اسے سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دیا اور پوری دنیا کو یہ سبق دیا کہ جب اللہ کی مدد پر بھروسہ ہو تو دنیا کی سپر پاور بھی کچھ نہیں کوئی بھی آپ کے سامنے نہیں ٹک سکتا وہ فلسطین جو سات دہائیوں سے حالت جنگ میں ہے اور کمزور ترین معیشت ہے اس نے اُن طاقت ور صیہونی قیادت کو وہ زخم لگائے ہیں جو کہ برسوں بھر نہ پائیں گے۔

ایک اور بارہ ربیع الاول

محمد اظہار الحق

والدہ ماجدہ تو بچپن ہی میں پردہ فرما گئی تھیں۔ اس کے بعد آپؐ کی محبوب ترین شخصیت کا مقام ساری زندگی دخترِ نیک اختر کو حاصل رہا۔ آپ کے ہاں تشریف لاتیں تو آپؐ کھڑے ہو جاتے۔ سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں بیٹی سے ملاقات کرتے۔ واپسی پر سب سے پہلے انہیں ملتے۔ وفات کے وقت بیٹی کو بشارت دی کہ وہ سب سے پہلے انہیں آملیں گی!

ان فضائل اوراس بے پناہ محبت کے باوجود جب اصول کا معاملہ آیا تو دوٹوک بات کی کہ فاطمہ بنت محمد بھی چوری کا ارتکاب کرتیں تو ان کا ہاتھ بھی کاٹا جاتا! سوال یہ ہے کہ ہم اہل پاکستان کس زعم میں ہیں اور کس خیال میں ہیں! جو کچھ ہم کر رہے ہیں کیا آپ ﷺ اس سے درگزر فرمالیں گے؟ کیا ہمارا مقام، میرے منہ میں خاک، جگر گوشۂ رسول سے بڑا ہے؟ ہمیشہ کی طرح ایک اور بارہ ربیع الاول آیا اور گزر گیا۔ ہم نے سبز پوشاکیں زیب تن کیں! گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر شہر شہر، قریہ قریہ، بستی بستی، جلوس نکالے۔ تقریریں کیں۔ میڈیا پر پروگرام ہوئے۔ سیرت پر مضامین لکھے، چھاپے اور پڑھے گئے مگر ہمارے دل اسی طرح سیاہ رہے۔ اتنے سیاہ کہ یونسؑ کو بطن ماہی میں بھی اتنی گہری تاریکی سے واسطہ نہ پڑا ہو گا! ہمارے چہرے روشن اور ہمارے اندرون چنگیز سے تاریک تر رہے۔ یہ مملکت جو آپ کے مقدس نام پر حاصل کی گئی، ہم اسے کاٹنے اور کھانے میں برابر مصروف ہیں! نگران وزیر اعظم سرکاری خرچ پر مارکوپولو اور ابن بطوطہ کو مات دے کر لوٹے ہیں! جن کے مقدس جسم پر چٹائی کے نشان پڑ جاتے تھے، ان کا نام لینے والے کیسی زندگی گزار رہے ہیں! کراچی، لاہور، اسلام آباد، لندن اور دبئی میں کیسے کیسے ان کے محلات ہیں! پرستانوں جیسی خوابگاہیں ہیں اور طلسمی مہمان خانے ہیں۔ صبح پاکستان میں تو دوپہر اُن کی لندن میں ہوتی ہے اور شام دبئی کے ساحلوں پر! ان کے بچے پیدا ہونے سے پہلے ہی کھرب پتی ہوتے ہیں! جبکہ ان کے کروڑوں ہم وطن غربت کی لکیر کے نیچے پڑے سسک رہے ہیں اور اتنے ہی بچے سکولوں سے باہر برتن مانجھ رہے ہیں اور ورکشاپوں میں غیر انسانی سلوک کا سامنا کر رہے ہیں

بارہ ربیع الاول گزر گیا۔ تاجر برادری نے تقریبات کے لیے دل کھول کر چندے دیے۔ مگر رسولؐ کے ہر اُس فرمان کو نظر انداز کیا جو تاجروں کے لیے جاری کیا گیا تھا! نقص والی اشیا دھڑلے سے بیچیں! کپڑا ہو یا اشیائے خورونوش، کوالٹی کے بارے میں جھوٹے دعوے کیے۔ ٹیکس بچایا۔ عہد شکنیاں کیں! دروغ گوئی کے ریکارڈ توڑے! چندے دے کر اور نمازیں پڑھ کر یہ سمجھ رہے ہیں کہ بچ جائیں گے! کیا خوش فہمی ہے! احمقانہ خوش فہمی! بے وقوف اپنی تصوراتی جنت میں رہ رہے ہیں! سرکاری ملازم بارہ ربیع الاول گزار کر اپنے آپ کو کتنا تبدیل کرتے ہیں؟ کس وقت دفتروں میں حاضر ہوتے ہیں؟ کتنے گھنٹے روزانہ کام کرتے ہیں؟ سائل پھیرے لگا لگا کر مر جاتے ہیں۔ پنشنیں وقت پر نہیں ملتیں۔ مقدمے نسل در نسل چلتے ہیں۔ سفارش سکہ رائج الوقت ہے۔ تعلقات اور روابط میرٹ کے قاتل ہیں! یہ لوگ روزِ حشر آپ ﷺ کا کس منہ سے سامنا کریں گے! جو پیغمبر اپنی سگی، لاڈلی، مقدس بیٹی کو رعایت دینے کے لیے تیار نہ تھے، وہ ان خائنوں، بددیانتوں، منافقوں، چال بازوں، بد طینتوں، سنگ دلوں، ایذا رسانوں، بدلحاظوں، بدزبانوں، بدنیتوں، غاصبوں، میرٹ کُشوں، ٹوڈیوں، خوشامدیوں، اقربا پروروں اور دوست نوازوں کو کیسے برداشت کریں گے! جنہوں نے اپنے صحابی کی یہ لغزش نہ معاف کی کہ اس نے مالِ غنیمت سے چادر چرائی تھی۔ اسے جہنم کی وعید سنائی تو ہم پاکستانی کس کھیت کی مولی ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ کم و بیش دس برس تک خادم خاص رہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک بار بھی سرزنش نہ کی۔ یہ بھی کبھی نہ کہا کہ فلاں کام کیوں نہیں ہوا! آپ حضرت انسؓ کے گھر بھی تشریف لے جاتے تھے۔ ملازموں کے حوالے سے اس امت کا جو پاکستان میں رہتی ہے، رویہ بدترین ہے۔ نہ صرف بدترین بلکہ مکروہ ترین بھی! کون سا دن ہے جب کسی گھریلو ملازم لڑکے یا لڑکی یا عورت پر ظلم کی داستان میڈیا میں نہیں آتی۔ حکم تو یہ ہے جو خود کھاؤ انہیں بھی کھلاؤ، جو خود پہنو، انہیں بھی پہناؤ! مگر ایسا شاذ ہی ہوتا ہے! ان بے کسوں اور بے بسوں کو جسمانی اذیتیں دی جاتی ہیں گھر کے بچے بھی تشدد کرتے ہیں۔ لعنت ہے اولاد کی ایسی تربیت پر! مقدمہ چلے تو سزا کا فیصلہ کرنے والے بھی انہی فراعنہ کے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں! یہ مظلوم خدام کل جب فریاد کریں گے تو نمرود صفت مالکوں کو عرصۂ محشر میں کھڑا ہونے کی جگہ بھی نہیں ملے گی! یہ مظلوم ملازم اُس وقت پورے اعتماد سے کہہ رہے ہوں گے

یہاں میں معتبر ہوں اور وہ نادم کھڑے ہیں
نظر مجھ سے چراتے ہیں وزیر و شاہ میرے

ربیع الاول کی بارہ تاریخ آئی اور ہر برس کی طرح گزر گئی۔ کیا ہم کوئی ایک تبدیلی بھی دکھا سکتے ہیں جو ولادتِ رسول منانے کے بعد ہم میں آئی ہو؟ کیا ہم نے قطع رحمی سے توبہ کی؟ کیا ہم بارہ ربیع الاول کو ناراض عزیزوں، رشتہ داروں کو منانے ان کے گھروں کو گئے؟ مزہ تو تب ہے کہ ان کی غلطیوں کے باوجود صلہ رحمی کا تقاضا پورا کیجیے۔ میلاد النبی پر کھانا تقسیم کرنا اور دولت خرچ کرنا آسان ہے مگر اپنی اَنا کو بالائے طاق رکھ کر، غلطی پر نہ ہونے کے باوجود، ناراض رشتہ داروں کو منانا اور گلے لگانا، یہی تو اصل اسلام ہے۔ اور یہی وہ اسلام ہے جو ہمارے گلے میں پھنس جاتا ہے۔ نفرتیں سینوں میں سانپ بن کر پرورش پاتی ہیں۔ ہم تو وہ بدبخت ہیں جو اپنے بچوں کو بھی حکم دیتے ہیں کہ فلاں رشتہ دار سے بات نہیں کرنی! کیا آپ ﷺ نے بھی رشتہ داروں سے قطع تعلقیاں اور قطع کلامیاں کیں؟؟ حساب لگائیے! بارہ ربیع الاول کے دن ہم جشن منانے والوں میں سے کتنے ہی اُس منحوس فہرست میں شامل ہوتے ہیں جو اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو جائداد میں ان کے حق سے محروم کرتے ہیں؟ کیا پُر پیچ عمامے اور لمبی قبائیں! اور کیا تھری پیس سوٹ اور چہرے پر روشن خیالی کا غازہ! بیٹیوں کو ان کے حق سے محروم کرنے والے بے شرموں میں ہر طبقے کے بھلے مانس شامل ہیں! جو لوگ بیٹیوں اور بہنوں کو ان کا حق دیتے ہیں ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے!

بارہ ربیع الاول کو کیا ہم نے کبھی یہ سوچا کہ جس قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، جسے مُردوں کے قُل، ساتویں اور چالیسویں میں، دوسروں کو معاوضہ دے کر، پڑھواتے ہیں، اس کا مطلب سمجھنے کی فکر کریں؟ کیا یہ صرف دم درود کے لیے ہے؟ کیا یہ صرف گم شدہ بندوں اور چیزوں کو تلاش کرنے کے لیے ہے؟ کیا یہ صرف تراویح میں، ایک لفظ سمجھے بغیر، سننے کے لیے ہے؟ کیا یہ صرف نئی دلہن کے اوپر پھیرنے کے لیے ہے؟ کیا کوئی سرکاری خط سمجھے بغیر ہم روزانہ صرف اور صرف پڑھتے ہیں؟ کیا انکم ٹیکس کا نوٹس بھی سمجھے بغیر طاق پر رکھ دیتے ہیں! کیا اُس مرد اور اس عورت سے بڑا احمق بھی کوئی ہو گا جو ختم پر ختم کیے اور کرائے جا رہا ہے۔ سالہا سال! دہائیوں تک! یہاں تک کہ موت تک! مگر یہ نہیں معلوم کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کا تقاضا کیا ہے؟ اس کا مطالبہ کیا ہے؟ عقل کیا کہتی ہے! منطق ایک ہی سوال کرتی ہے کہ سمجھے بغیر پڑھنا کسی صاحب عقل کے لیے کیسے ممکن ہے؟

ہر سال بارہ ربیع الاول آئے گی! ہر سال یہی کچھ ہو گا! یہاں تک کہ ہم زندگی کی نیند سے اُٹھ کر موت کی بیداری کا سامنا کریں گے!!

(بشکریہ روزنامہ دنیا)

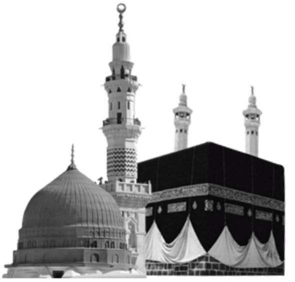

ڈاکٹر کی ڈائری

خدائی اور حضوری

ابو فاطمہ
ڈاکٹر اسد امتیاز

میں اپنی بیٹی فاطمہ اسد کی مُختصر بیماری سے ڈیتھ کے ایک ہفتہ بعد شدید ڈپریشن میں چلا گیا (حالانکہ اس کے انتقال کے وقت اللہ نے مجھے بہت مضبوط اور باایمان رکھا اور شکر گزاری ہی کی توفیق دی) حتی کہ شیطانی وسوسہ سے حیات بعد از موت کا تصور نعوذ باللہ خطرہ میں پڑ گیا تھا تو میں ڈاگما (پیدائشی ایمان) ختم ہونے سے ایک نئے سرے سے خدا کی جستجو میں بے قراری سے پڑا، تیس سال بعد قرآن مجید کھولا جس کا بچپن میں صرف ثواب کی غرض سے عربی ناظرہ ہی پڑھ رکھا تھا مذاہب پر کئی کتابیں لے آیا، حتیٰ کہ گھر والوں اور قریبی دوستوں کو میری دماغی حالت پہ شک ہونے لگا

گر مانگا نہیں تو کچھ نہ مانگا
اب مانگ رہا ہوں تو خدا مانگا

کچھ سُجھائی نہ سُجھے ایسے لگے جیسے پچھلا سارا پیالہ ہی خالی ہو گیا ہو، مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ تو ایک شام اپنے گھر کے ٹیرس پہ بیٹھا تھا کہ وسوسہ آیا اسد انٹرنیٹ کھول اور دیکھ کتنے ہی مریض بچ جاتے ہیں بلڈ کینسر کے، تجھ سے ہی کوئی غلطی ہوئی ہوگی، میں نیٹ کھول کر ایک بار پھر بلڈ کینسر کا ڈیٹا سرچ کرنے لگا اور پھر سرچ کرتے کرتے رونے لگا پڑا، گڑگڑا کر خدا سے ہی دعا مانگی یا اللہ میری بس ہو گئی تیرا کہنا ہے کہ تیرے سوا کسی جگہ پناہ نہیں ملنے والی تو ہی مجھے قرار دے اور میں نے کہا کہ کوئی پاک خواب ہی دکھا دے۔۔ اسی دن ہفتہ کی رات وقت تہجد خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک جہاز ہے جو ایمرجنسی لینڈنگ کرتا ہے اور اسکی ایمرجنسی ایگزٹ سلائیڈ کھلتی ہے اور مجھے اس پہ بٹھا کر دھکا دیا جاتا ہے اور میں سلائیڈ لے کر اترتا ہوں سیدھا مسجد الحرام کے سامنے اور مجھے کہا جاتا ہے چلیں چل کر عمرہ کریں میں چل پڑتا ہوں پھر آواز آتی ہے کہ رک جائیں یہاں سے آپ کو خانہ کعبہ پہلی دفعہ نظر آنے والا ہے مانگیں کیا مانگتے ہیں؟ exactly یہی الفاظ تھے۔۔ میں اپنی آنکھوں پر فوراً ہاتھ رکھ لیتا ہوں کہ دعا سوچ تو لوں ۔۔۔ ابھی مانگتا نہیں دل ہی میں سوچتا ہوں کہ میں اپنی بیٹی کی بخشش کی دعا مانگوں گا۔۔ آواز آتی ہے او بھائی وہ بخشی ہوئی ہے (یاد رہے کہ وہ وقت نزع با آواز بلند کلمہ پڑھ کر گئی تھی) تو اپنی فکر کر۔۔۔ پھر تو میں فاطمہ کی فکر بھول ہی گیا۔۔۔ ہاتھ ہٹاتا ہوں تو سامنے کعبہ شریف۔۔ نور کی شعائیں ۔۔ Every thing else in the background faded and I was standing stunned and "I talked to my self" مجھے تو عمرہ کے مناسک ہی نہیں آتے مجھے تو پہلی دفعہ ایمرجنسی میں بھیجا گیا ہے، ہاں البتہ اتنا دیکھا سنا ہے کہ لبیک اللّٰھم لبیک پڑھتے ہیں۔۔۔ میں بھی پڑھنے لگتا ہوں یا اللہ میں حاضر۔۔ میں حاضر پھر منظر بدلتا ہے اور میں مطاف میں آجاتا ہوں اور آخری سین دیکھتا ہوں کہ سمندر سے ایک پانی کی لہر چھلک کر آتی ہے اور میں احرام میں اپنے پاؤں پانی میں دیکھتا ہوں۔۔۔ میں روتے ہوئے اٹھا کیونکہ مجھے اچھی طرح یاد تھا کہ کیا دعا مانگ کر سویا تھا اور میرے ذہن میں دور دور تک بھی کہیں عمرہ کا خیال تک نہیں تھا، آدھی دنیا گھوم چکے تھے لیکن ادھر جانے کا کبھی خیال نہیں ہوا تھا کہ میرے مائنڈ کی پروجیکشن ہوتی، میری دعا قبول کر لی گئی تھی بارگاہ الٰہی میں، نفل پڑھے بیگم کو جگایا۔۔۔ پاسپورٹ نکالو بلاوا آ گیا ہے۔۔۔ ہم نے دو دنوں میں فلائی کیا اور پاکستان سے سیدھے عمرہ کرنے کے بعد ہم رات گئے جب حرم سے باہر آ کر کھانا کھا رہے تھے کہ میں نے سر اٹھایا تو فضا میں چند بدلیاں نظر آئیں، میں نے اپنی وائف سے کہا "میں ہوٹل نہیں جاؤں گا مجھے لگتا ہے کہ آج رات یہاں باران رحمت برسے گی، میری وائف بولی یہاں بارش کم کم ہی ہوتی ہے چل کے ریسٹ کرتے ہیں بہت تھک گئے ہیں، میں نے برجستہ کہا آج تو ہوگی انشاءاللہ تو ہم سب واپس حرم میں آ گئے، سبحان اللہ جب وقت فجر نماز کیلئے کھڑا تھا تو اتنی طوفانی بارش ہوئی کہ ہر طرف پانی پانی ہو گیا اور میں احرام میں اپنے پاؤں پانی میں دیکھ کر زار و قطار رو رہا تھا۔ یہی تو میں نے اپنے خواب میں دیکھا تھا آخری منظر، سچا خواب سُبحان اللہ اس دن ایسی ٹھنڈک پڑی غم دِل پہ ہمیشہ کے لئے کہ جو ساری دنیا کہ انسان مل کر بھی نہ ڈال سکے تھے اسی کے بعد پھر ۱۸۰ ڈگری پہ زندگی میں ٹرانسفارمیشن آئی، ڈاکٹر کی ڈائری کی آمد بھی تب سے ہی ہوئی پھر حاضری کیلئے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچا تو دربارِ رسالت میں پہنچ کر سب ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے، مجھے کچھ ہوش نہیں رہا کہ صحیح بات کر رہا ہوں یا نہیں اور میں اپنی بپتا سنانے لگ گیا" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے تو خود اولاد کی جدائی کا غم جھیلا ہے لیکن آپ تو اللہ کے نبی ہیں کہاں آپ کی شان اقدس لیکن میں تو ماڑا بندہ ہوں میری دلجوئی کریں پلیز۔۔۔ میں روتے ہوئے روضہ اقدس سے باہر نکلا ہی تھا کہ ایک بچہ شاید دس سال کا، بھاگ کر آ کر میرے ساتھ لپٹ گیا، جپھی ڈال لی میرے ایک ہاتھ میں بیگ تھا، مجھے لگا کہ اسے شاید غلطی لگ گئی تھی اور مجھے اپنا کوئی عزیز نہ سمجھ بیٹھا ہو، اس کا سر نیچے کی طرف تھا، اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا تو مجھے لگا کہ اب اس کی غلط فہمی دور ہو گئی تو مجھے چھوڑ دے گا، لیکن وہ تو میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگا، اور میں نے کہا ایان تم (میرے بھانجے ایان کی پوری کاپی، فاطمہ اسے مذاق میں جنت کا فرشتہ کہہ کر گئی تھی) میں بھی بیگ نیچے رکھ کر اس کا سر سہلانے لگا، اس نے میرے ہاتھ کی بند مُٹھی کھولی اور خدا کی قسم میرا ہاتھ سہلانے لگا اور پھر مسکرا کر بھاگ گیا، میں اسے دیکھتا رہا اور وہ سیدھا اپنے باپ کے پاس گیا۔۔۔ میری روح کانپ گئی کہ یہ کیا ہوا؟ حضوری اور وہ بھی موقع پر ہی ایسے جپھی تو مجھے میرے بچوں میں صرف فاطمہ ہی ڈالتی تھی بلکہ اب وہ بڑی ہو رہی تھی تو میں اسکی اس عادت سے کھجتا تھا کہ فاطمہ کیا تم مجھے چمٹ ہی جاتی ہو۔۔۔ I don't know if it was a Random thing or had a purpose,nothing like that happened with with me before میں نے یہ باتیں کوئی خود کو برگزیدہ ظاہر کرنے کیلئے نہیں بلکہ جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا من و عن امانت سمجھ کر ایمان افروزی کی نیت سے آج کے دن کی مناسبت سے آپ سے شیئر کی ہیں، میری امی بھی اس روحانی سفر میں ہمارے ساتھ تھیں انہیں بھی فاطمہ کیساتھ ہی کینسر کی تشخیص ہوئی اور بارہ ربیع الاول کو وقت تہجد اپنے خالق کی طرف بے مثال صبر اور سکون کیساتھ انتقال کر گئیں، بطور ڈاکٹر لوگ اپنی اپنی آزمائشوں کے دُکھڑے سناتے ہیں، ابھی کل ہی فاطمہ اسد ویلفیئر کلینک پہ ایک نادار مریض تشریف لائے جن کا دل صرف بیس فیصد کام رہا تھا، روتے ہوئے بتانے لگے ڈاکٹر صاحب میری ایک ہی بیٹی تھی چودہ سال کی کرنٹ لگنے سے مر گئی، مجھے کسی نے آپ کے بارے بتایا تو چلا آیا، میں سوچ میں پڑ گیا؛ لگتا ہے غم بانٹنے کی ڈیوٹی لگ گئی ہے!! کبھی نہ بھولیں اس کریم کا وعدہ ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝١٥٢ لہٰذا تم مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد رکھوں گا، اور میرا شکر ادا کرو، کفرانِ نعمت نہ کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، شہباز لامکانی، پیرانِ پیر حضور سیدنا غوثِ اعظم جیلانی، الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

افکار، تعلیمات، نظریات

ملک محبوب الرسول قادری

مرا پیرے کہ ہر دم دستگیر است
فنا فی اللہ جیلانی فقیر است

سید الاولیاء حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے القاب میں پیر پیراں، محبوبِ سبحانی، میر میراں، محی الدین، شہنشاہ بغداد، دستگیر، غوث الثقلین، شاہ جیلاں، ماہ گیلاں اور گیارہویں شریف والی سرکار جیسے عظیم المرتبت القاب شامل ہیں اور مسلم برادری کی غالب اکثریت ہر ماہ کی گیارہ تاریخ اور خصوصاً ربیع الثانی (قمری سال کا چوتھا مہینہ) کی دس، گیارہ، بارہ تاریخوں میں آپ کی یاد مناتی ہے، جلسے منعقد کیے جاتے ہیں، محافل سجائی جاتی ہیں، دیگیں چڑھتی ہیں، صدقہ وخیرات کیا جاتا ہے۔ اللہ کے ایک نیک، مقرب اور محبوب بندے کی یاد منائی جاتی ہے۔ ان کی تعلیمات اور کرامات بیان کی جاتی ہیں، مناقب پڑھے جاتے ہیں اور یہ حقیقت کہ حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کی کرامات حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض کرامات جہلا کی مہربانیوں سے گھڑ گھڑا کر شامل کر دی گئی ہیں جن سے اجتناب اُصولاً، اخلاقاً اور شرعاً ضروری ولازمی ہے اور دوسری صورت میں عقیدہ وایمان کا خسران ہے کیونکہ کسی سچ کو ثابت کرنے کے لیے جھوٹ کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں۔

حضرت غوث پاک مادر زاد ولی تھے، حسنی حسینی سید تھے۔ بچپن ہی سے اپنے گرد و پیش میں شریعت مطہرہ کی حکمرانی پائی۔ گویا تقویٰ وطہارت، بزرگی وسیادت، عجز وانکسار، شرافت ونجابت آپ کو ورثہ میں ملی۔ قرآن، صحیح النسب اور نجیب الطرفین سید، متقی شیخ طریقت، صاحب کرامت ولی کامل، بے مثل مدرس، عدیم النظیر خطیب، مشفق استاذ، صاحب بصیرت سیاستدان، صاحب دیوان قادر الکلام شاعر، ثقہ ومعتبر مصنف اور صاحب حکمت مبلغ اسلام کے طور پر اُبھرے اور پھر اللہ تعالیٰ کی توفیق وحکم سے دمشق کی جامع مسجد میں منبر پر بیٹھ کر یہ اعلان فرما رہے تھے کہ۔۔۔ میرا یہ قدم، صبح قیامت تک آنے والے اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ اسی لیے تو چودھویں صدی ہجری کے مجدد برحق، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی رحمہ اللہ آپ کے ساتھ قلبی عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہوئے یوں عرض گزار ہوتے ہیں کہ:۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا — اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
مصطفیٰ کے تن بے سایہ کا سایہ تیرا — جس نے دیکھا مری جاں، جلوہ زیبا تیرا
نبوی ظل، علوی برج، بتولی منزل — حسنی چاند، حسینی ہے اُجالا تیرا
تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا — تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا
اور محبوب ہیں، ہاں پر سبھی محبوب یکساں تو نہیں — یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے اس بحر میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جب گلہائے نعت پیش کیے تو مقطع میں یوں عرض کرتے ہیں کہ:۔

تیری سرکار میں لاتا ہے رضاؔ اس کو شفیع — جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

جی ہاں! حضور شہنشاہِ بغداد رضی اللہ عنہ، اللہ تعالیٰ کے امر سے خود ارشاد فرماتے ہیں:۔

قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ

میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔

نیز فرمایا کہ میرے ہر مرید کو میرا رب ایمان پر موت عطا فرمائے گا:۔

لا یموت مریدی الا علی الایمان

میرا مرید دنیا سے باایمان رخصت ہوتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

حضرت غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی تعلیمات زندگی گزارنے کے راہنما اُصول فراہم کرتی ہیں اور آپ کے معمولات سنت نبوی کے مکمل اتباع کی ہو بہو تصویر تھے۔ آپ کے ارادت مندوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ آپ کے وضع کردہ اُصولوں سے فیض یاب ہونے کے لیے ان پر عمل پیرا ہوں۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں کہ "مجھے نیک خو (خوش اخلاق) شخص کے ساتھ محبت پسند ہے اگر چہ وہ بدکار ہو۔ نہ کہ بدخو (بداخلاق) کے ساتھ جو کہ ہر چند فصیح وبلیغ ہو"۔ اندازہ کیجیے کہ نرم گوئی اور خوش اخلاقی کو کس طرح اُجاگر اور واضح فرمایا گیا ہے یعنی آپ کا مطلب یہ ہے کہ اگر خوش اخلاق ہوگا تو رب کریم مہربانی فرما کر اس کی عمل کی کمزوری کو رفع فرما دے گا۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ "بے ادب شخص" خالق ومخلوق دونوں کا معتوب ومبغوض ہے۔ فرمایا، مجھے دو چیزیں بنیادی اور پسندیدہ نظر آتی ہیں حسن اخلاق اور بھوکوں کو کھلانا۔ آپ نے فرمایا کہ "حسن خلق یہ ہے کہ تم پر جفائے خلق کا بالکل اثر نہ ہو"۔ شریعت مطہرہ کی پابندی ہی آپ کا معمول تھا اور آپ نے ہمیشہ اتباع شریعت کا درس دیا۔ گویا آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ پہلے اپنے ساتھ شریعت کا چراغ لے لو اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاؤ۔ آپ کا فتویٰ ہے کہ "جو شخص فرائض ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے نوافل قبول نہیں ہیں اور جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا خدا کی جناب میں اس کا صدقہ وخیرات مردود ہے"۔ اس سے پتہ چلا کہ بے نماز اور فرائض ادا نہ کرنے والا شخص اگر وظائف پڑھتا پھرے تو بے سود ہے اور اگر زکوٰۃ نہ دینے والا کسی بھی شکل میں خیرات کرتا رہے، اس کا یہ عمل ریاکاری تو بنے گا اجر وثواب کا موجب نہیں بنے گا۔ لہٰذا پہلے فرائض کی ادائیگی کی فکر کرنا چاہیے۔ صاحب نصاب شخص عشر وزکوٰۃ کی ادائیگی یقینی بنائے۔ آپ نے فرمایا کہ تو مکانوں کے بنانے میں عمر ختم کر رہا ہے جبکہ ان میں کوئی اور لوگ آباد ہوں گے اور یوم حشر تجھے ان کا حساب کتاب دینا پڑے گا۔ فرمایا! دنیا دار دنیا کے پیچھے بھاگ رہے ہیں اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے دوڑ رہی ہے۔

من کان للہ کان اللہ لہ

جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے اور خدا جس کا ہو جائے خدائی اس کی لونڈی بن جایا کرتی ہے۔

فرمایا: دولت حاصل کرو مگر تمہارے ہاتھ میں رہے، دل پر قبضہ نہ کرنے پائے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ مساکین کو ناراض کر کے خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ممکن نہیں جو مصیبت تم پر آئے اس کا علاج مساکین کی خوشنودی حاصل کرنے میں ہے اور مستحق سائل، خدا تعالیٰ کا

ہد یہ ہے جو بندے کی طرف بھیجا جا تا ہے۔

حدیث نبوی ہے کہ ''ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا، بہترین جہاد ہے''

اور حضرت غوث اعظم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''جابر سلطان کے خلاف اگر صالحین کا کوئی گروہ اُٹھ کھڑا ہوتو ان کی امداد لازم ہو جائے گی تا کہ یہ کامیاب ہو کر ظالم اور فاسق شخص کو مسند اقتدار سے ہٹا سکیں اور ملک پر از سر نو احکام شرعیہ کا نفاذ کر سکیں''۔ اور آپ کی یہ بات صرف بات کی حد تک نہیں بلکہ آپ جو فرماتے خود اس پر عامل ہوتے۔ خلیفہ مقتفی الامر اللہ نے قاضی ابو الوفاء یحییٰ کو منصب قضا سونپا تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سراپا احتجاج بن گئے اور برسر منبر، خلیفہ وقت کو سخت لہجہ میں مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ''تم نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنایا ہے جو اظلم الظالمین ہے۔ کل قیامت کے دن اس رب العالمین کو جو ارحم الراحمین بھی ہے اور قہار بھی۔ تم کیا جواب دو گئے؟ لہٰذا باز آ جاؤ''۔ اور پھر خلیفہ کو اپنی روش بدلنا پڑی۔ اسی طرح جابر سلطان سنجر نے آپ کو ''نیمروز'' کا گورنر بنانا چاہا اور پیش کش کرنے کے لیے بارگاہ غوثیت مآب میں حاضر ہوا تو نہ صرف یہ کہ آپ نے اس کی اس پیش کش کو قبول نہ فرمایا بلکہ اس انکار کے ساتھ آپ نے حقارت وکراہت کا اظہار بھی فرمایا کہ ہم اقتدار کے پجاری نہیں بلکہ نظام کو بدلنے کے آرزومند ہیں۔ ہم شیطان کے نظام کو بدل کر شریعت کی بالادستی قائم کریں گے اور یہی کچھ آپ نے کر کے دکھایا۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ جب عباسی خلیفہ مستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف آپ کے کاشانۂ اقدس میں حاضر ہوا، قدم بوسی کی اور نصیحت کی درخواست کی اور ساتھ ہی اشرفیوں سے بھری دس تھیلیاں نذر کیں تو آپ نے قبول کرنے سے انکار فرما دیا، اس نے اصرار کیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں میں ایک ایک تھیلی لی اور دونوں کو آپس میں رگڑا تو ان سے خون بہنے لگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے ابوالمظفر ! تم خدا سے نہیں ڈرتے اور لوگوں کا خون چوس کر میرے پاس نذرانے کے طور پر لاتے ہو اگر میں ان کو مٹھیوں میں لے کر اسی طرح نچوڑ دوں تو خون اس طرح بہتا ہوا تمہارے محلوں تک چلا جائے گا۔ گویا آپ نے حرام خور اور مشکوک کمائی والے لوگوں کے نذرانے مسترد فرمائے ہیں اور انہیں اپنے حکیمانہ انداز میں رزق حلال کے حصول کی ترغیب دی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''ظالم، مظلوم کی دنیا بگاڑتا ہے اور اپنی آخرت برباد کر لیتا ہے''۔ آپ کی نصیحت ہے کہ ''امیروں کے ساتھ عزت اور غلبہ سے ملاقات کرو اور فقیروں (مساکین) کے ساتھ عاجزی وانکساری کے ساتھ ملو''، فرمایا: جب تک مخلوق کے ادب کا خیال نہ رکھے، خالق کے ساتھ ادب کا دعویٰ غلط ہے۔ آپ نے حیرت وتاسف کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اس شخص پر تعجب ہے کہ جو لوگوں کی عیب جوئی میں مشغول ہے اور اپنے عیوب سے غافل ہے۔

آپؓ کی تعلیمات، فکر آخرت کا درس دیتی ہیں۔ ارشاد فرمایا: حیات کا دروازہ جب تک کھلا ہے غنیمت جانو، وہ جلد ہی تم پر بند کر دیا جائے گا اور نیکی کے کاموں کو جب تک تمہیں قدرت ہے جاری رکھو اور غنیمت سمجھو۔ تیرا عمل تیرے عقائد کی دلیل ہے اور تیرا ظاہر تیرے باطن کی علامت ہے۔ اہل غفلت کے پاس صرف بیٹھنا ہی تیری غفلت کی علامت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ۔۔۔ قول بے عمل اور عمل بے اخلاص نا قابل قبول ہے۔

حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ موت کو یاد رکھنا، نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔ فرمایا: جس کا انجام موت ہے اس کے لیے کون سی خوشی ہے؟ آپ نے دنیا کے نشے میں بدمست لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ۔۔۔ شکستہ قبروں پر غور کرو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے؟۔۔۔ فرمایا۔۔۔ موت سے پہلے یادِ خدا میں عزت ہے کیونکہ جب فصل کاٹنے کا وقت ہو اس وقت ہل چلانا اور بوائی کرنا حماقت و بے وقوفی ہے۔ جب اللہ کا ذکر، قلب میں جگہ پکڑ جائے تو بندے کا اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا دائمی بن جاتا ہے اور پھر وقت وصال آپ کی زبان مبارک سے آخری الفاظ یہ ادا ہو رہے تھے۔۔۔ وحدہ لاشریک، وحدہ لاشریک، توحید توحید،۔۔۔ آیئے دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں بھی سرکار سیدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ اور اپنے دیگر مقبولان بارگاہ کی معیت عطا فرما، ان کی تعلیمات پر عمل کی توفیق دے۔ آمین۔ الحمدللہ! حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی کے ساتھ اپنی عظیم نسبت پر ہم نازاں وفرماں ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس نسبت کو ہمیشہ قائم وسلامت رکھے۔ حضور سلطان العارفین کی ہمنوائی میں ہمارا تو اعلان ہے کہ:۔

من مریدم شاہِ میراں محی الدین
خاک برسر منکران بے یقین

میں شاہ میراں محی الدین کا مرید ہوں جو بے یقین اس بات کے منکر ہیں ان کے سر پر خاک!

حضرت غوث اعظم کے ارشادات گرامی

''جابر سلطان کے خلاف اگر صالحین کا کوئی گروہ اُٹھ کھڑا ہوتو ان کی امداد لازم ہو جائے گی تا کہ یہ کامیاب ہو کر ظالم اور فاسق شخص کو مسند اقتدار سے ہٹا سکیں اور ملک پر از سر نو احکام شرعیہ کا نفاذ کر سکیں''

مجھے نیک خو (خوش اخلاق) شخص کے ساتھ محبت پسند ہے اگرچہ وہ بدکار رہو۔ نہ کہ بدخو (بداخلاق) کے ساتھ جو کہ ہر چند فصیح وبلیغ ہو''

''حسن خلق یہ ہے کہ تم پر جفائے خلق کا بالکل اثر نہ ہو''

''جو شخص فرائض ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے نوافل قبول نہیں ہیں اور جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا خدا کی جناب میں اس کا صدقہ وخیرات مردود ہے''

سانحہ مستونگ

پیر فاروق بہاؤالحق شاہ

ماہ ربیع الاول کے مقدس مہینے میں ایک مرتبہ پھر میرے وطن کا چہرہ لہو لہان ہوگیا۔ عاشقانِ رسول کے خون سے بلوچستان کی سرزمین سرخ ہوگئی۔ ابھی 11 اپریل 2006 کو وقوع پذیر ہونے والے سانحہ نشتر پارک کے زخم مندمل نہیں ہوئے تھے جس میں اہل سنت کی صف اول کی قیادت شہید ہوئی، ابھی سخی لال شہباز قلندر کے مزار پر دھماکے کا زخم بھی تازہ تھا، ابھی 2011 میں حضرت سخی سرور کے مزار پر دھماکے کی خبر بھی پرانی نہیں ہوئی تھی، حضرت عبداللہ شاہ غازی کے مزار پر خودکش دھماکے کی خبر ابھی کل کی بات لگتی تھی، 2010 میں داتا دربار پر زائرین کی شہادتوں کے مناظر ذہن میں تازہ تھے، پاک پتن شریف بابا فرید کی دھرتی پر بے گناہ مسلمانوں کے لاشے تڑپنے کے مناظر آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوئے، بری امام کے مزار کو دہشت گردوں کا نشانہ بنے زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ مستونگ میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تقریب میں 70 سے زائد افراد منصب شہادت پر فائز ہوگئے، اس موقع پر ہماری اشرافیہ کی دوعملی کا عجیب مظاہرہ دیکھا، ٹی وی چینلز پر یہ خبر ایک دن بھی نہ رہ سکی، جڑانوالہ میں چرچوں کے بار بار دورے کرنے اور اپنے خرچ پر چرچ تعمیر کرنے والی این جی اوز ہوں یا پاکستان کے قاضی القضات جو مذکورہ شہر کی گلیوں کا طواف کرتے نہ تھکتے تھے ان میں سے کسی کو اس عظیم سانحہ پر آنسو پونچھنے کی بھی توفیق نہ ہوئی۔ کیا مظلوم ہونے کے لئے اقلیت ہونا ضروری ہے؟، پاکستان کے سب سے پر امن طبقے کا خون اتنا ارزاں ہے کہ سینکڑوں شہادتوں کے باوجود نہ تو ان کی اشک شوئی کا اہتمام کیا جاتا ہے اور نہ ہی دلجوئی کا سامان۔ کیا ان کا خون رائیگاں جاتا رہے گا؟ کیا لاشیں اٹھانا ہی ان کا مقدر رہے گا؟ نبی کا جھنڈا لہرانے والے بے بسی کی موت مرتے رہیں گے؟ ان سوالات کے جوابات حکومت پر قرض ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام شہادتوں کے پس منظر میں فرقہ وارانہ عنصر شامل ہونے کے امکانات بہت کم ہیں۔ بادی النظر میں یہ ان پاکستان دشمن عناصر کی کارروائی ہے جو وطن عزیز کو عدم استحکام سے دوچار کرنا چاہتے ہیں۔ جس دہشت گرد گروپ نے یہ ذمہ داری قبول کی ہے وہ بلا شبہ بھارت کی خفیہ ایجنسی را کا فنڈڈ گروپ ہے۔ اب یہ کوئی راز نہیں کہ عالمی سیاست میں مذہب کو مخصوص مقاصد کے لئے استعمال کیا گیا۔ ریاض اور تہران کے درمیان کشیدگی کے نہ صرف پاکستان پر اثرات مرتب ہوئے بلکہ پورا مشرق وسطی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ لیکن اب وہاں پر تبدیلی کے ایک ایسے دور کا آغاز ہو رہا ہے جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ آج اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ امریکہ کے ساتھ تعلقات نئی جہت اختیار کر رہے ہیں۔ سعودی عرب کے قدیم فرمارواؤں نے کسی نہ کسی سطح پر اصلاحات کی کوشش تو کی لیکن پرنس محمد بن سلمان نے ایسے انقلابی اقدامات کئے ہیں کہ آج دنیا انگشت بدنداں رہ گئی ہے۔ انہوں نے سعودی عرب کو ایک ترقی یافتہ اور ماڈرن ملک بنانے کے لئے جن منصوبوں پر کام شروع کیا ہے اگر وہ مقررہ مدت میں مکمل ہو گئے تو سعودی عرب سمیت پورے خطے میں ایک نئی تبدیلی دیکھنے کو ملے گی۔ محمد بن سلمان کے ویژن کی بدولت آج تہران اور ریاض میں صلح ہو چکی ہے۔ ریاض اور استنبول بھی قریب آ چکے ہیں۔ جس کے مثبت اثرات یمن شام عراق اور پاکستان پر بھی مرتب ہو رہے ہیں۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر شیخ عبدالرحمن السدیس کا خطبہ تازہ ہوا کے جھونکے کی مانند ہے۔ اب عید میلاد النبی مسلکی سرحدوں میں قید نہیں رہی۔ دیوبند مکتب فکر کے ایک مفتی صاحب بذات خود گھوڑے پر بیٹھ کر میلاد کے جلوس میں شریک ہوئے اور اسکی تصاویر سوشل میڈیا پر پوسٹ کی گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان واقعات میں فرقہ وارانہ عنصر شامل ہونے کے امکانات معدوم ہیں۔ اس سارے پس منظر میں بھارت واحد ملک ہے جو پاکستان میں بدامنی اور دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ہے۔ امریکہ نے چین کے مقابلے میں بھارت کو تھپکی تو دی ہے لیکن اس سے طاقت کا توازن بری طرح متاثر ہوا ہے۔ بھارت ماضی کی طرح دنیا کے تمام ممالک کے ساتھ اپنے مخصوص مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک گیم کھیل رہا ہے۔ سرد جنگ کے دوران وہ روس سے ہتھیار خریدتا رہا لیکن جب وقت بدلا تو فوراً امریکہ کے قرب میں چلا گیا۔ اب مودی ایک طرف تو امریکہ کے ساتھ اپنا تجارتی حجم 191 بلین ڈالر تک لے گیا ہے تو دوسری طرف روس سے 80.16 لاکھ بیرل روزانہ خام تیل بھی خرید رہا ہے۔ کینیڈا کے ساتھ اس کی تجارت کا حجم 16.8 بلین ڈالر تک جا پہنچا ہے۔ چین کے ساتھ، بھارت کے سرحدی تنازعات کے باوجود ان کا دوطرفہ تجارتی حجم 120 بلین ڈالر سے زیادہ ہے۔۔ مودی نے بھارت میں ایک طرف تو جنگی جنون کو فروغ دیا ہے تو دوسری طرف پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات کو منظم طریقے سے بڑھاوا دے رہا ہے۔ کلبھوشن کے انکشافات کے بعد اب یہ حقیقت عیاں ہے کہ پاکستان میں دہشت گردی کے پیچھے بھارت کا ہاتھ ہے۔ پاکستان میں خون کی ارزانی کا ذمہ دار مودی کا بھارت ہے۔ تمام محب وطن عناصر کو یکسو ہو کر بھارتی سازش کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ سیاسی اشرافیہ نے سارا بوجھ مسلح افواج کے کندھوں پر ڈال دیا ہے انہیں بھی یہ بوجھ بانٹنا ہوگا۔ رائے عامہ کو اصل مجرموں کا چہرہ دکھانے میں اداروں کا دست و بازو بننا ہوگا۔ تب جا کر یہ ملک امن کا گہوارہ بنے گا۔

> جڑانوالہ میں چرچوں کے بار بار دورے کرنے اور اپنے خرچ پر چرچ تعمیر کرنے والی این جی اوز ہوں یا پاکستان کے قاضی القضات جو مذکورہ شہر کی گلیوں کا طواف کرتے نہ تھکتے تھے ان میں سے کسی کو اس عظیم سانحہ پر آنسو پونچھنے کی بھی توفیق نہ ہوئی۔ کیا مظلوم ہونے کے لئے اقلیت ہونا ضروری ہے؟

اخبارِ انجمن

لاہور: المصطفیٰ ویلفیئر ٹرسٹ کی جانب سے عرس داتا علی ہجویری کے موقعہ پر لگائے گئے تین روزہ فری آئی کیمپ کا صدر انجمن برادر مبشر حسینی، سیکرٹری جنرل ATI برادر سید حسنین نوری جنرل سیکرٹری پنجاب شمالی دانش وڑائچ، ناظم پنجاب جنوبی مبشر منظور، جنرل سیکرٹری پنجاب جنوبی عمیر اعوان، سابق اٹارنی جنرل میاں خالد حبیب الہی، چیئرمین PFP امانت زیب اعظم رانجھا، سید بو علی شاہ و دیگر کا دورہ صدر انجمن کا تقریب سے خطاب و کیمپ کا افتتاح۔

لاہور: عرس داتا علی ہجویری کے موقعہ پر مصطفائی تحریک کے زیر اہتمام شاہ ہجویر کانفرنس میں بانی رکن ATI فاروق مصطفائی مرکزی صدر ATI برادر مبشر حسینی امیر مصطفائی تحریک پاکستان و سابق صدر ATI غلام مرتضیٰ سعیدی، حافظ قاسم مصطفائی، اعجاز فقہی و دیگر کا اظہار خیال۔۔۔

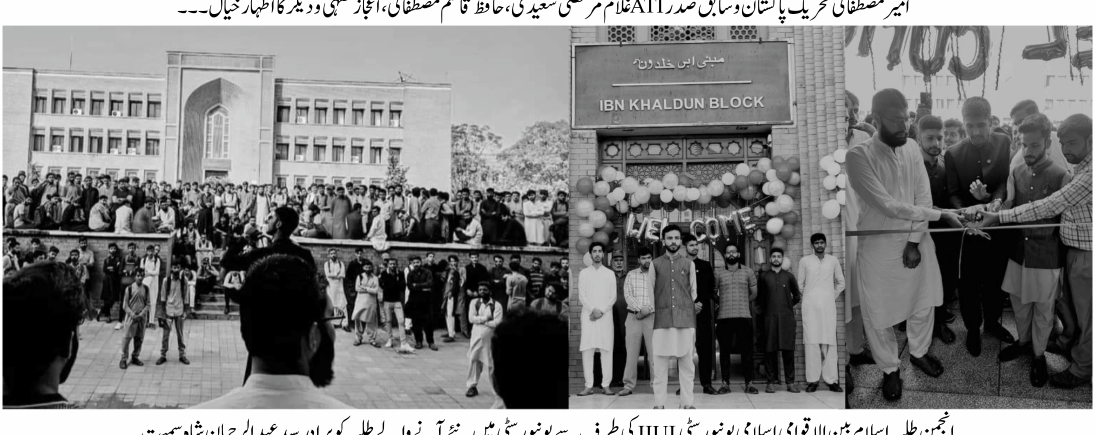

انجمن طلبہ اسلام بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی IIUI کی طرف سے یونیورسٹی میں نئے آنے والے طلبہ کو برادر سید عبد الرحمان شاہ سمیت دیگر ذمہ داران نے خوش آمدید کہا اور انجمن طلبہ اسلام کے مقاصد سے سے آگاہ کیا

اخبارِ انجمن

انجمن طلباء اسلام ضلع جھنگ کی مختلف شاخوں میں مشعل بردار جلوسوں اور محافل میلادالنبی ﷺ کی تصویری جھلکیاں

کامونکی: انجمن طلبہ اسلام کے زیر ہتمام طلباء میلاد مارچ۔ مرکزی سیکرٹری جنرل برادر سید حسنین نوری، چیئر مین کالجز کامونکی مراتب گجر ناظم ایپکس کالج عون جٹ سمیت طلباء کی کثیر تعداد میں شرکت۔

سرگودھا: انجمن طلبہ اسلام بھاگٹانوالہ کے زیر اہتمام میلادالنبی موٹر سائیکل طلبہ مارچ کے مناظر۔

اخبارِ انجمن

5 اکتوبر یومِ توقیرِ اساتذہ کے موقع پر انجمن طلبہ اسلام جامعہ زرعیہ فیصل آباد کی طرف سے جامعہ میں اساتذہ اکرام کو پھول کے گلدستے اور کارڈز پیش کئے گئے۔

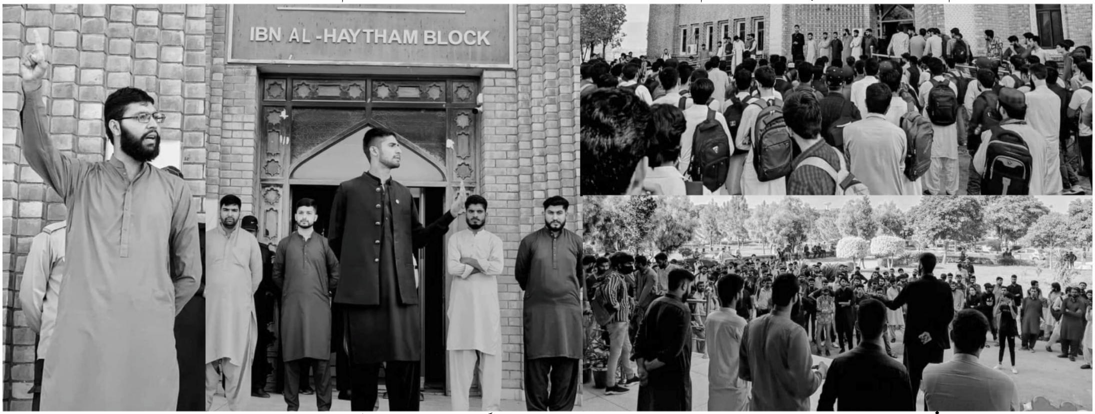

انجمن طلبہ اسلام کی طرف سے سی اور ڈی بلاک میں نئے آنے والے طلبہ کو ویلکم کیا گیا۔ برادر محمد علی بلالوی نے نئے آنے والے طلبہ کو خوش آمدید کہا اور انجمن طلبہ اسلام کا تعارف پیش کیا۔

انجمن طلبہ اسلام بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کیمپس ٹیم کے زیر اہتمام کارکنان کے لیے ٹی پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ ناظم نیو کیمپس برادر احمد علی اعوان نے طلبہ سے یونیورسٹی مسائل کے حوالے سے گفتگو کی۔

اخبارِ انجمن

انجمن طلبہ اسلام کی طرف سے انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد میں مکینیکل انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں نئے آنے والے طلبہ کو ناظم کیمپس برادر احمد علی اعوان ودیگر خوش آمدید کہتے ہوئے۔

انجمن طلبہ اسلام جامعہ زرعیہ فیصل آباد میں تربیتی نشست کا اہتمام خصوصی شرکت: پروفیسر رحمت اللہ سیالوی، ناظم جامعہ حافظ حماد ارشد و جنرل سیکرٹری جامعہ جمشید ہاشمی

انجمن طلبہ اسلام کمپیوٹر انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے پہلے سمیسٹر کے طلبہ کے لیے ویلکم پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ ناظم نیو کیمپس برادر احمد علی اعوان نے طلبہ کو خوش آمدید کہا ناظم کمپیوٹر انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ برادر حنظلہ خان نیازی نے انجمن طلبہ اسلام کا تعارف پیش کیا۔

اخبارِ انجمن

مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے زیر اہتمام کراچی میں منعقدہ عشق مصطفیٰ ﷺ سیمینار سے مرکزی صدر انجمن طلبہ اسلام برادر مبشر حسین حسینی کا خطاب جبکہ اسٹیج پر مختلف طلبہ تنظیمات کے مرکزی قائدین، معروف کرکٹر و غازی ناموس رسالت خالد لطیف سمیت مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام موجود۔

انجمن طلبہ اسلام بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی IIUI کے زیر اہتمام ٹیچرز ڈے کی مناسبت سے "سلام معمار پاکستان" مہم کے تحت مختلف شعبہ جات کے اساتذہ کو یادگاری کارڈ پیش کیے گئے۔

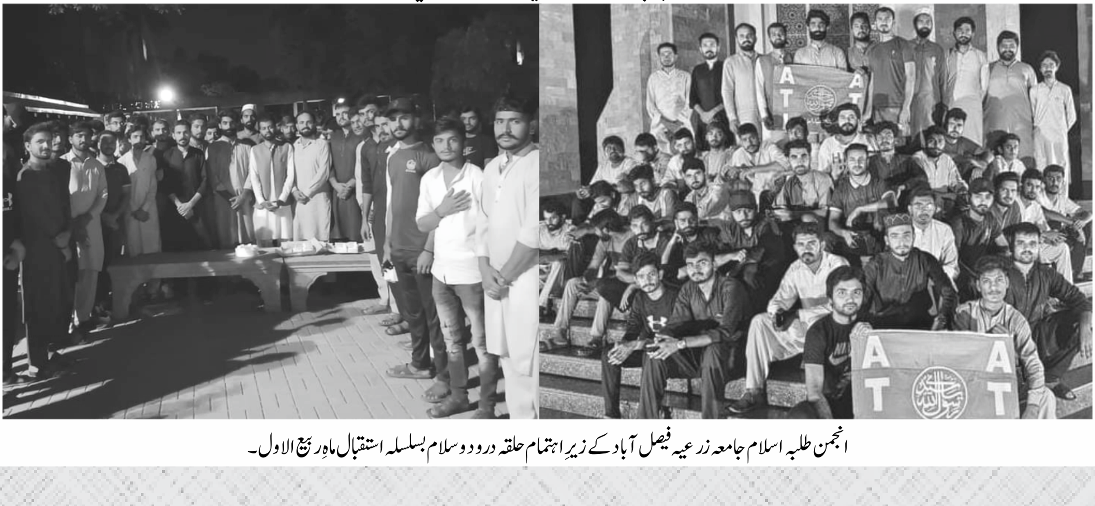

انجمن طلبہ اسلام جامعہ زرعیہ فیصل آباد کے زیرِ اہتمام حلقہ درود و سلام بسلسلہ استقبال ماہِ ربیع الاول۔

اخبارِ انجمن

کراچی: انجمن طلبہ اسلام ضلع ملیر کے زیر اہتمام سالانہ شہدائے عید میلاد النبی ﷺ و شہید پیر محمد پیرل ریلی۔ مرکزی صدر برادر مبشر حسین حسینی ناظم کراچی برادر احمد ترابی، عبدالرزاق طاہری کا خطاب۔

دینہ، جہلم: انجمن طلباء اسلام کے زیر اہتمام مقابلہ حسن نعت کا انعقاد۔ مختلف کالجز و جامعات کے طلباء کی شرکت۔ جنرل سیکرٹری پنجاب شمالی برادر دانش وڑائچ، پیرزکریا نعمانی رفیق انجمن افتخار مغل سمیت حاضرین و سابقین کی کثیر تعداد میں شرکت۔

کوئٹہ میں انجمن طلبہ اسلام بلوچستان کے زیر اہتمام میلاد النبی مارچ۔ نائب ناظم بلوچستان فہد قیوم کی زیر صدارت کارکنان کی کثیر تعداد میں شرکت

اخبارِ انجمن

مسٹ یونیورسٹی میرپور: انجمن طلباء اسلام جامعہ مسٹ میرپور کے زیر اہتمام سالانہ پروگرام بسلسلہ میلاد النبی ﷺ کے مناظر
رفیق انجمن علامہ ناصر سلطان صدیقی طلباء سے مخاطب ہوئے

انجمن طلباء اسلام بلوچستان کے صوبائی جنرل سیکرٹری تیمور حسن، سابق صوبائی ناظم ملک ظفر جاوید، سابق صوبائی ناظم محمد زاہد آس، سابق ضلعی ناظم ضلع بولان میں
میلاد النبی کے موقعہ پر ہونے والے بم دھماکے، شہداء مستونگ کی فاتح خوانی کی اور اہل خانہ سے ملاقاتیں کیں

پونچھ یونیورسٹی راولاکوٹ: انجمن طلبا اسلام جامعہ پونچھ راولاکوٹ کے زیر اہتمام محفل میلاد مصطفی ﷺ کا انعقاد بعنوان
میلاد مصطفی ﷺ اور عصر حاضر کے تقاضے منعقد ہوا۔ سابق مرکزی صدر خان عبدالقیوم خان، سابق ناظم کشمیر منیر احمد قادری،
حضرت علامہ فیصل عباسی، ناظم جامعہ پونچھ ابتسام زاہدی، جنرل سیکرٹری جامعہ پونچھ صداقت صام کی شرکت و خطاب

اخبارِ انجمن

انجمن طلبہ اسلام شاخ پیر سیال لچپال اڈہ شیخن ضلع چنیوٹ کے زیر اہتمام مشعل بردار جلوس کے مناظر
ناظم ضلع جھنگ برادر اسد علی حجازی، محمود سکندر سلطانی، ذیشان ظفر، جنید وارث و دیگر شریک

پسرور: انجمن طلباء اسلام کی جانب سے سول ہسپتال پسرور میں طلباء اور عوام کی سہولت کے لیے مصطفائی بلڈ بینک کا قیام

انجمن طلبہ اسلام بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی کیمپس ٹیم کے زیر اہتمام "یکجہتی فلسطین ریلی" کا انعقاد کیا گیا۔ ناظم کیمپس برادر احمد علی اعوان نے طلبہ سے خطاب کیا۔

اخبارِ انجمن

پسرور، نارووال، گوجرانولہ ودیگر مضافات کے تعلیمی اداروں میں انجمن طلباء اسلام کے ذمہ داران یوم تکریم استاتذہ کے موقعہ پر ٹیچرز کو پھولوں کے گلدستے پیش کر رہے ہیں۔

12 ربیع الاول کو مستونگ بلوچستان میں میلاد النبی پر حملوں کے خلاف ملک بھر میں انجمن طلبہ اسلام کی جانب سے مظاہرے۔ جبکہ ۱۳ اکتوبر کو انجمن طلبہ اسلام کی قیادت نے ملک بھر میں احتجاجی مظاہروں کی کال دی ہے۔

انجمن طلباء اسلام سٹی کنگن پور کی تقریب حلف برداری سے جنزل سیکرٹری پنجاب شمالی دانش وڑائچ، سابق مرکزی سیکرٹری جنزل اکرم رضوی، مہر کاشف سابق ناظم ضلع، احمد آفریدی ناظم ضلع رانا عدنان صابر سابق ناظم کنگن پور، علی حیدر جنزل سیکرٹری ضلع، عدنان شوکت، اسلم بھٹی، اشتیاق بھٹی، ابرار بابر، عبد المجید جامی، مدثر رفیق، ذیشان وٹو ودیگر کا اظہار خیال

اخبارِ انجمن

جوائنٹ سیکرٹری انجمن طلباء اسلام برادر جوّاد علی جامی کی چکوال جم خانہ میں ضلعی انتظامیہ کے زیرِ اہتمام میلاد کانفرنس میں شرکت وخطاب اس موقع پر ڈپٹی کمشنر ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر، اسسٹنٹ کمشنر، صدر چکوال بار، علماء کرام اور کارکنان انجمن موجود

کوٹلی، جموں کشمیر: جموں کشمیر انجمن طلبا اسلام جامعہ کوٹلی کے زیرِ اہتمام ماہِ عید میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مناسبت سے طلبہ میلاد ریلی کا انعقاد ناظم جامعہ کوٹلی حافظ محمد ظہیر، جنرل سیکرٹری جامعہ کوٹلی احسن علی فیض کی خصوصی شرکت۔

سنی تنظیمات واتحاد اہلسنت کمیٹی کی جانب سے کوئٹہ بلوچستان میں سانحہ مستونگ کے خلاف احتجاجی مظاہرے میں مرکزی نائب صدر اول برادر فیصل قیوم کی صوبائی ذمہ داران وکارکنان کے ہمراہ شرکت وخطاب

اخبارِ انجمن

انجمن طلباء اسلام کے زیر اہتمام مختلف شہروں میں میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جلوس، ریلیاں

چکوال

نوشہرہ ورکاں

حافظ آباد

راولپنڈی

نارووال

کوٹ مومن

نوشہرہ ورکاں

سرگودھا

اخبارِ انجمن

انجمن طلباء اسلام کے زیر اہتمام مختلف شہروں میں میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جلوس، ریلیاں

سرائے عالمگیر

کنگن پور

چھانگا مانگا

ننکانہ صاحب

سرگودھا

دینہ

عظیم الشان محفل میلادِ مصطفیٰ ﷺ

ایگریکلچر یونیورسٹی فیصل آباد میں

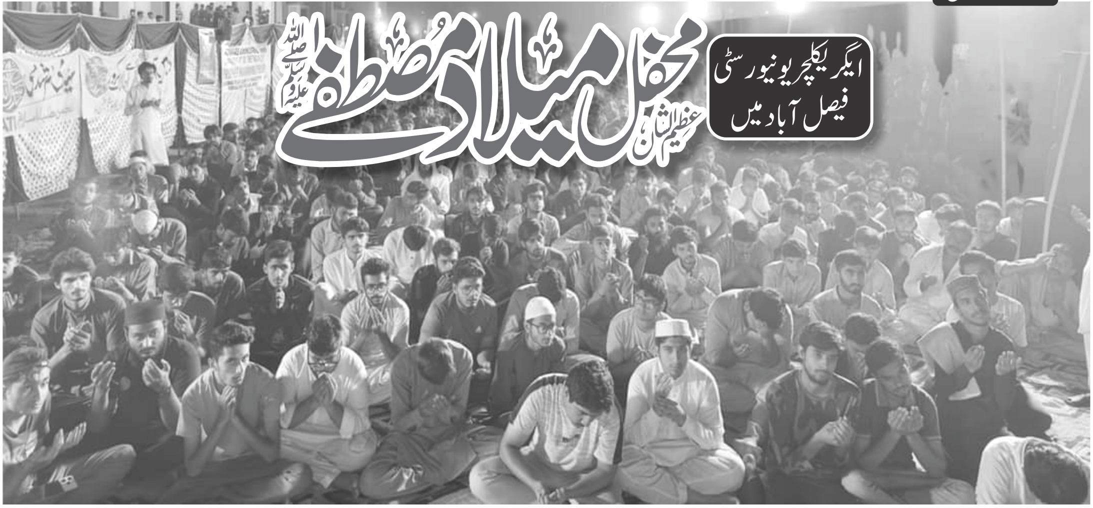

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں محفل میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا عظیم الشان اجتماع، انجمن طلباء اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل سید حسنین نوری، مرکزی جوائنٹ سیکرٹری اول برادر کامران اکبر رضوی، سابق مرکزی نائب صدر اول برادر عامر اسماعیل، جنرل سیکرٹری پنجاب جنوبی برادر عمیر اعوان، پیرزادہ محمد امین (مانکی شریف) و حافظ عبد الجبار نے خطاب کیا۔ طلباء کی کثیر تعداد اور پُر رونق ماحول اس بات کی سند ہے کہ تعلیمی اداروں میں انجمن طلبہ اسلام کا وجود ایک نعمت ہے، جس نے طلباء کو اس فتنوں کے دور میں رافضیت، خارجیت، ناصبیت اور طالبیت (انجنیئر) جیسے فتنوں کے مقابل میں طلباء کے قلوب کو عشق مصطفیٰ سے روشن کیا۔ محفل میلاد النبی ﷺ کے کامیاب انعقاد پر انجمن طلباء اسلام کے قائدین، مکتبہ انجمن کے ذمہ داران اور رفقاء کی جانب سے جامعہ زرعیہ فیصل آباد کے ناظم و جنرل سیکرٹری بالخصوص ناظم پروگرام برادر فیض الرسول، برادر عمیر گجر، برادر عرفان یوسف، برادر محمد جنید، علی حیدر، بلال احمد، منیب حسن، محمد حنان سمیت دیگر کو خراج تحسین و مبارکباد پیش کی گئی۔

اخبارِ انجمن

لبیک یا اقصی

کراچی انجمن طلبہ اسلام ضلع ملیر کے زیر اہتمام گلشن حدید میں فلسطینی مسلمانوں و حماس مجاہدین کے حق میں احتجاجی مظاہرے میں مرکزی صدر انجمن طلبہ اسلام برادر مبشر حسین حسینی کی خصوصی شرکت و خطاب۔

لاہور: ایوان خیر میں فلسطین سے اظہار یکجہتی کے سلسلے میں منعقدہ تقریب سے کامران اکبر رضوی، دانش وڑائچ مصطفائی و دیگر کا خطاب۔

نارووال: انجمن طلباء اسلام کی القدس احتجاجی ریلی سے شان کھنگورا کا اظہار خیال

اقتباسات

سید حسنین نوری
مرکزی سیکرٹری جنرل انجمن طلبہ اسلام پاکستان

ایک سمجھدار انسان ہر قسم کی Negativity کو Avoid کرنے کی ہمیشہ کوشش کرے گا... اس لئے نہیں کہ اس کو ڈر لگتا ہے بلکہ اس لئے کہ اس کو اپنا دماغی سکون اور اپنی عزت کی سب سے زیادہ فکر ہوتی ہے اس بات کو سمجھنے کے لئے ایک کہانی کا سہارا لیتے ہیں

پہلوان اور کسان:

ایک پہلوان ندی میں سے نہا کر باہر نکلتا ہے اور اپنے گھر کی طرف جانا شروع کر دیتا ہے راستے میں اس کو ایک کسان دکھائی دیتا ہے جو کافی گندی حالت میں ہوتا ہے جس راستے پر وہ اُس گندے کسان کو دیکھتا ہے، وہ ایک پتلی گلی ہوتی ہے، جس میں سے ایک وقت میں صرف ایک بندہ ہی گزر سکتا ہوتا ہے تو پہلوان گندے کسان کو آتے دیکھ کر، ایک طرف کھڑا ہو جاتا ہے کہ پہلے اس کو گزر کے جانے دیا جائے کسان جب یہ دیکھتا ہے، تو اپنی چھاتی چوڑی کر کے چلنا شروع کر دیتا ہے اور گھورتے ہوئے پہلوان کو وہ آگے کی طرف چل دیتا ہے وہ گندہ کسان جب اپنے گھر کی طرف پہنچتا ہے، تو وہ یہ سب کہانی پورے گاؤں میں پھیلا دیتا ہے- کہ فلاں پہلوان بھی مجھ سے ڈرتا ہے اور مجھے آتے دیکھ کر ایک طرف کھڑا ہو جاتا ہے جب یہ خبر پہلوان کے گاؤں پہنچتی ہے، تو پہلوان کے دوست آ کر اُس سے اِس ڈر کی وجہ پوچھتے ہیں پہلوان کہتا ہے میں چاہتا تو اُس کسان کی گردن اُسی وقت اپنے ایک ہاتھ سے دبوچ کر اُس کو زمین میں گاڑھ سکتا تھا، مگر پتہ ہے میں نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ کیونکہ میں ندی میں سے نہا کر آیا تھا، اور میں پاک صاف رہنا چاہتا تھا۔ اگر میں نے اُس گندے کسان کو ہاتھ بھی لگایا ہوتا، تو نہ صرف میرا ہاتھ گندا ہوتا، بلکہ پورا وجود کیچڑ سے بھر جاتا اور مجھے پھر سے جا کر نہانا پڑتا اسی لئے میں نے بہتر سمجھا کہ وقت کی قدر کی جائے اور اپنے دامن کو سنبھال کر میں ایک طرف کھڑا ہو گیا

خلاصہ... زندگی میں ہر چیز پر ردعمل دینا چھوڑ دیں ہمارے آس پاس کے لوگ ہمیں مسلسل ٹیسٹ کرتے رہیں گے۔ آپ ایک کو اگنور کریں گے، تو دس اور آ کر تنگ کرنا شروع کر دیں گے- یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہوتا ہے آپ سب کو شٹ اپ کال نہیں دے سکتے ہیں اس لئے- اپنی عزت کی فکر کریں، اپنے قیمتی وقت کو جانیں اور زبان اور ہاتھوں کو سنبھال کر رکھیں. ان کے بے وجہ استعمال کرنے سے نہ آپ بڑے باپ کے ہو جاتے ہیں، نہ کوئی دوسرا چھوٹا ہو جاتا ہے زندگی میں سے ہر قسم کے ڈرامے کو ختم کر دیں اور زندگی کو سادہ رکھنے کی کوشش کریں۔

✵

ہم نے عموماً لوگوں کو کہتے سنا ہوگا کہ یار اچھا سوچو، زندگی میں مثبت رہو، دماغ سے منفی باتوں کو نکال دو، سب ٹھیک ہو جائے گا... خاک ٹھیک ہو جائے گا سب۔۔۔؟ حالات دیکھے ہیں یہ؟ ملک میں افراتفری دیکھی ہے؟ بڑھتی مہنگائی دیکھی ہے؟ جو زندگی میں تناؤ ہے وہ میں ہی جانتا ہوں- یہ سب ٹھیک ہو جائے گا میرے مثبت رہنے سے؟ نہیں- یہ سب کچھ نہیں ٹھیک ہوگا- ہرگز ہرگز اور ہرگز نہیں ٹھیک ہوگا ہمارے مثبت رہنے سے مگر... آپ کو پتا ہے کہ اصل چیز کیا ہوگی ہمارے مثبت رہنے سے ہمارے سوچنے، دیکھنے، سمجھنے اور دن رات کے اُٹھنے بیٹھنے کے طریقوں میں بدلاؤ آ جائے گا ایک Positive Mindset ہمارے اردگرد کے ماحول کو نہیں بدلتا ہے۔ مگر- ہم کتنی بھی مشکلات میں کیوں نہ پھنسے ہوئے ہوں- ہمارا مثبت Mindset ہم کو اُس سے نکلنے کا طریقہ بتا ہی دیتا ہے یا کم از کم اس وقت معاملات کو کس طرح سے لے کر چلنا ہے، یہ ضرور دکھا دیتا ہے ہمارے Positive رہنے سے حالات پر کچھ اثر نہیں پڑتا ہے- اثر پڑتا ہے تو صرف اور صرف ہماری اپنی ذات پر۔ اور وہی تبدیلی ہمیں چاہیے ہوتی ہے- کہ سخت سے سخت حالات کو کس طرح سے Tackle کیا جائے اسی لئے- Positivity کو زندگی میں اس لئے لے کر آئیں کہ ہم ہر قسم کے حالات کو نہ صرف جھیلنا سیکھیں، بلکہ ان سے نکلنے کا طریقہ بھی تبھی نظر آئے گا جب ہمارا اپنا دماغ مکمل سکون کی حالت میں ہوگا

✵

ایک بات پڑھی۔۔۔ خوش رہنا مشکل نہیں ہوتا ہے - مشکل کام ہے خوشی کو دکھانا... یہ بات تو سچ ہے- کہ خوشی بہت زیادہ مہنگی ہو گئی ہے آج کے دور میں، بلکہ دن بدن مہنگی ہوتی جا رہی ہے مگر سوال یہ ہے کہ یہ کون سی خوشی ہے جس کے پیچھے ہم بھاگ رہے ہیں؟ ہو یہ رہا ہے کہ دکھاوے کی دھوکے کی زندگی میں کچھ کر کے دکھانے کی اتنی مار پڑی ہوئی ہے ہم لوگوں کو کہ ہم دھنا دھن گیجٹس، فرنیچر، برینڈڈ کپڑے، برینڈڈ چیزیں خریدنے کے پیچھے لگے پڑے ہوئے ہیں اگر ہم خود سے دیکھیں اور غور کریں تو اصل میں ان سب چیزوں کو خریدنے کی ہماری ضرورت ہوتی نہیں ہے- مطلب ہماری Requirement نہیں ہوتی کہ اس کے بغیر گزارا نہیں کر سکتے ہم- ایسا کچھ بھی نہیں ہے- یہ سب اضافی چیزیں ہوتی ہیں ہماری زندگی میں اور یہ سب خریدنے کے لئے کیوں کہ پیسہ ہمارے پاس جیب میں اتنا ہوتا نہیں ہے، تو اس لئے ہم یا تو اُدھار لیتے ہیں یا کریڈٹ کارڈز پر خریدتے ہیں- جو اپنے آپ میں ادھار ہی ہوتا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ یہ سب چیزیں ہم اپنی خوشی کے لئے بھی نہیں کر رہے ہوتے ہیں- یہ سب ہم صرف اور صرف دکھاوے کے لئے کر رہے ہیں اور اور سونے پر سہاگہ یہ کہ دکھاوا بھی ان لوگوں کے لئے ہم کرتے ہیں جن کے ساتھ دل کا رشتہ نہیں ہوتا ہے، بلکہ دیکھنے اور دکھانے کا ہوتا ہے- مطلب یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو ہم اچھی طرح سے جانتے بھی نہیں ہوتے ہیں، اسی لئے ہم ان کے سامنے ایکسٹرا بن کر شو آف کرتے ہیں اب سوچیں ذرا۔ شو آف کرنے کے لئے ہم اس پیسے کا استعمال کرتے ہیں جو ہمارے پاس ہے نہیں یا جو ہماری محنت کی کمائی کا ہوتا ہے- ہماری سیونگز ہوتی ہیں اور یہ سب کام ہم انجانے لوگوں کو دکھانے کے لئے کر رہے ہوتے ہیں اس سے زیادہ بدترین مذاق کوئی اور نہیں ہو سکتا ہے۔ اور یہ وہ مذاق ہوتا ہے جو ہم اپنے آپ سے کرتے ہیں

✵

نمازوں کا بیان

ایک ایسا معلوماتی مضمون جو ہر
مسلمان کو ضرور پڑھنا چاہئے

محمد سلمان علی اقدس

نماز جنازہ:

جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے۔فرض کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر چند آدمی بھی پڑھ لیں توسب کی طرف سے ادا ہوگئی ورنہ سب گنہگار رہوں گے،اس کے لیے جماعت شرط نہیں لہذا ایک آدمی بھی پڑھ لےتو فرض ادا ہوجائے گا۔نماز جنازہ کے دو رکن ہیں۔

1: چار بار تکبیر کہنا، 2: کھڑے ہوکر پڑھنا۔

نماز جنازہ کی تین سنتیں ہیں۔

1:اللہ کی حمد وثناء کرنا،

2:نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا،

3:میت کے لیے دُعا کرنا۔

میت سے مراد وہ ہے جوزندہ پیدا ہوا پھر مر گیا۔جو مرا ہوا پیدا ہوا اس کی نماز نہیں۔نیز میت کا سامنے ہونا ضروری ہے غائب کی نماز نہیں۔اگر کئی میتیں جمع ہوجائیں تو سب کے لیے ایک ہی نماز کافی ہے۔لیکن سب کی نیت کرے اور علیحدہ علیحدہ پڑھے تو افضل ہے۔

طریقہ نماز:

پہلے نیت کرے (چار تکبیر نماز جنازہ،فرض کفایہ،ثناء واسطے اللہ تعالی کے،درود واسطے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے،دعا واسطے حاضر اس میت کے،پیچھے اس امام کے) اور اللہ اکبر کہتے ہوئے امام و مقتدی کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور ہاتھ باندھ لیں اور ثناء پڑھیں، سُبحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمدِكَ وَ تَبَارَكَ اسمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيرُكَ پھر بغیر ہاتھ اٹھائے دوسری بار اللہ اکبر کہیں اور نماز والا درود شریف پڑھیں اور پھر تیسری مرتبہ بغیر ہاتھ اُٹھائے اللہ اکبر کہیں اور یہ دُعا پڑھیں۔ اللّٰهُمَّ اغفِر لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَ كَبِيرِنَا،وَذَكَرِنَا وَ أُنثَانَا، اللّٰهُمَّ مَن أَحيَيتَهُ مِنَّا فَأَحيِهِ عَلَى الإِسلَامِ، وَمَن تَوَفَّيتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الإِيمَان، جسے یہ دعا یاد نہ ہو وہ سورت فاتحہ بہ نیت دعا، یا یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اغفِر لِلمُؤمِنِينَ وَ المُؤمِنَات، دعا کے بعد چوتھی مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں، اور صفیں توڑ کر دعا مانگیں (مقتدی تکبیریں آہستہ اور امام زور سے کہے)

نماز عید الفطر و عید الاضحیٰ:

عیدین کی نماز واجب ہے۔انہیں پر جن پر (مرد، بالغ، عقلمند، آزاد، تندرست اور مقیم یعنی جو مسافر نہ ہو) جمعہ فرض ہے اور اس کی ادا کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں۔صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت ہے۔ان دونوں نمازوں کا وقت سورج کے بلند ہونے سے لے کر زوال تک ہے۔مگر عید الفطر میں کچھ دیر کرنا اور عید الاضمی میں جلدی کرنا مستحب ہے ان نمازوں سے پہلے اذان واقامت نہیں ہے۔نماز عید الاضحیٰ تین دن، یعنی بارہویں کے زوال تک بھی پڑھی جاسکتی ہے،

طریقہ نماز: پہلے نیت کریں دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ واجب، مع زائد 6 تکبیروں کے۔ پھر تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور صرف ثناء پڑھیں، پھر امام زور اور مقتدی آہستہ سے تین تکبیریں کہیں دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں اور تیسری کے بعد ہاتھ باندھ لیں۔ پھر امام بلند آواز سے سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ کر رکوع اور سجود کرے گا۔ دوسری رکعت میں فاتحہ اور سورۃ کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے امام و مقتدی ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر کہتے وقت ہاتھ کانوں تک نہ اُٹھائیں بلکہ رکوع میں چلے جائیں۔جس کی ایک یا دو رکعات جماعت سے رہ جائیں (یعنی پہلے یا دوسرے رکوع کے بعد جماعت سے ملا) وہ دوسری رکعت اکیلا پڑھتے ہوئے، بعد فاتحہ وسورۃ کے تین تکبیریں کہہ لے، یا دونوں رکعتیں ادا کرنے کی صورت، 6 تکبیروں کے ساتھ اکیلا نماز ادا کرے، اور اگر اس طرح جماعت سے ملا ہے کہ امام پہلی 3 تکبیرات کہہ فاتحہ یا سورۃ پر پہنچا ہوا ہے تو مقتدی شامل ہوتے ہی پہلی رکعت میں خود سے ہی، پہلے اپنی چھوٹی ہوئی 3 تکبیرات کہہ لے، رکوع میں ملے تو رکوع میں کہہ لے۔

نمازِ کُسُوف (نماز سورج گرہن) اور نمازِ خُسُوف (نماز چاند گرہن):

نمازِ کسوف جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے جبکہ نمازِ خسوف تنہا پڑھی جاتی ہے، دونوں نمازوں میں قرآت و رکوع سجود کو زیادہ طویل کرنا چاہیے، اور بعد از نماز جب تک کسوف یا خسوف باقی ہوں دعا میں مشغول رہنا چاہیئے، دو رکعات نماز ادا کرنا سنت ہے جبکہ زائد بھی ادا کی جاسکتی ہیں۔ان نمازوں میں بھی کوئی اذان واقامت نہیں ہوتی۔حدیث شریف میں ہے کہ چاند وسورج گرہن آثار قدرت ہیں، اور یہ کسی کے جینے یا مرنے سے ظاہر نہیں ہوتے، کہ اللہ تعالی کسوف وخسوف کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، لہذا جب تم اس کو دیکھو تو ذکر الٰہی اور دعا واستغفار کی طرف رجوع کرو۔(بخاری) لہذا حاملہ خواتین یا دیگر پر اس کے کسی قسم کے اثرات نہیں ہوتے۔ایسی غلط فہمیوں اور توہمات سے بچنا ضروری ہے۔

نمازِ اِستِسقَاء (نماز برائے بارش):

جب کبھی بارش کی کمی ہو، تو طلب بارش کے لئے دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے، پہلی رکعت میں سورۃ اعلی اور دوسری رکعت میں سورۃ غاشیہ پڑھنا افضل، باجماعت پڑھنا بہتر ہے۔بعد از نماز صرف امام (کندھے پر ہی رکھتے) اپنی چادر پھیرے گا، جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے، اور مقتدی ہاتھ الٹے کر بھی دعا مانگ سکتے ہیں، جو اشارہ ہے کہ آسمان سے بارش برسے، (ہاتھ بادل بن گئے)

نماز (قنوت نازلہ):

کسی کے حق میں، یا کسی کی مخالفت میں، برائے دشمن کی ہلاکت، یا قتل وغارت گری، خودکش دھماکوں و دہشت گردی سے بچنے، مسلمانوں پر کوئی بھی آفت و حادثہ (طاعون، زلزلے، کرونا، قحط، طوفان) آجائے، یا کفار ممالک حملہ کر دیں، یا مسلمانوں کی آپسی قتل وغارت شروع ہوجائے، مصیبت، رنج وغم، پریشانی، ایسی تمام صورتوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے اٹھنے کے بعد، ایک خاص عمل ودعا کرنا ثابت ومسنون ہے۔تاکہ مصیبتیں اور سختیاں دور ہوں، اور ظالموں وکافروں کو شکست ہو، اور ان کے شر سے، مسلمان وان کے واہل خانہ وعلاقہ محفوظ رہیں، احناف کے نزدیک قنوت نازلہ فجر جبکہ شافعیوں کے نزدیک تمام نمازوں میں پڑھی جاسکتی ہے، قنوت نازلہ پڑھتے ہوئے نماز میں ہاتھ اٹھا، یا ہاتھ چھوڑ کر، یا باندھ کر بھی دعا مانگی جاسکتی ہے، فجر کی دوسری رکعت میں سمع اللہ

لمن حمدہ کہہ کر کھڑے ہونے کے بعد امام قنوت نازلہ پڑھنا شروع کرے، مقتدیوں کو دعائیں یاد ہوں تو وہ بھی پڑھتے جائیں یا پھر امام کے پیچھے آمین بولتے جائیں، اور پھر باقی نماز پوری کرلیں۔ منفرد، تنہا انسان وخواتین بھی اپنی نماز میں قنوت نازلہ پڑھ سکتے ہیں۔، جب تک مراد پوری نہ ہو فجر کی نماز میں یہ عمل دھرایا جاتا رہے، نبی کریم ﷺ ایک مہینہ تک دشمن قبائل کے خلاف (جنھوں نے 70 صحابہ کرام کو بے دردی سے قتل کر دیا تھا) نام لے لے کر دعا کی، دعا مختلف احادیث میں مختلف الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی، البتہ اپنی ضرورت کے مطابق ترمیم واضافہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ ہر اُس دعا کو پڑھا جاسکتا ہے جس سے مقصود حاصل ہو۔

نماز کی **چار اقسام** ہیں

1: فرض، تمام مرد وخواتین پر ایک دن میں پانچ نمازیں (فجر ظہر عصر مغرب عشاء) فرض ہیں، اور نماز جمعہ صرف مردوں پر فرض ہے

2: واجب، دو عیدوں کی نماز اور عشاء کے وتر واجب ہیں،

3: سنت: سنت نمازوں میں نماز تراویح، اور فرض نمازوں کے ساتھ پڑھی جانے والی سنتیں شامل ہیں

: نوافل: نفل نمازوں میں، تہجد، اشراق، چاشت، اوابین، نماز تسبیح، نماز خوف، نماز حاجت وغیرہ شامل ہیں۔

نمازِ تہجد:

تہجد کی کم سے کم دو رکعات ہیں، اور آٹھ رکعات پڑھنا بھی ثابت ہے، جو تین وتر شامل کر کے گیارہ کی تعداد بن جاتی ہے۔ بعض کے نزدیک بارہ رکعات ہیں۔ وقت عشاء سے لے کر طلوع فجر تک نماز تہجد ادا کی جاسکتی ہے، نماز تہجد کے لئے کم سے کم ایک لمحہ کا سونا ضروری ہے، بنا سوئے پڑھے جانے والے نوافل صلوٰۃ اللیل تو کہلائیں گے لیکن وہ تہجد نہ ہوگی۔ تہجد پڑھنے کا افضل وقت، نصف شب یا اخیرِ شب ہے۔

نمازِ اشراق:

نماز اشراق کا وقت طلوع آفتاب کے 20 منٹ بعد شروع ہوتا ہے، کم سے کم دو، زیادہ سے زیادہ چھ رکعات ہیں، حدیث مبارکہ میں ہے کہ جو نماز اشراق ادا کرے اس کے لئے کامل مقبول حج کا ثواب ہے

نمازِ چاشت:

طلوعِ آفتاب اور آغازِ وقتِ ظہر کے درمیان کل وقت کا آدھا حصہ ہو جائے تو یہ چاشت کا بہترین وقت ہے۔ دو رکعتیں یا 12 تک ہیں، گناہ معاف ہوں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (حدیث)

نمازِ اوابین:

نماز مغرب کے بعد 6 رکعتیں پڑھنا، حدیث مبارکہ میں ہے جو یہ ادا کرے گا اسے 12 سال کی عبادت کا ثواب ملے گا

تحیۃُ الوضو:

حدیث مبارکہ ہے کہ جو شخص بھی وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعات نماز پڑھے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے

تحیۃ المسجد:

مسجد میں داخل ہوتے ہی، بیٹھنے سے پہلے دو رکعات پڑھنا تحیۃ المسجد کہلاتا ہے، اوقاتِ مکروہ کے سوا ہر وقت پڑھ سکتے ہیں۔ حدیث مبارکہ میں یہ نماز پڑھنے کی تلقین فرمائی گئی۔

نمازِ حاجت: جس کو کوئی بھی حاجت یا ضرورت پیش آئے وہ دو رکعت نماز ادا کرے، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے، پھر اپنی دعا مانگے، ان شاء اللہ دعا مقبول ہوگی

نمازِ اِستِخارۃ: دو رکعت نماز، کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ کافرون، اور دوسری میں فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پڑھے، اور اس کے بعد دعائے استخارہ پڑھ کر قبلہ رُو ہو سوجائے، خواب میں جواب مل جائے گا

نمازِ تسبیح:

تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھے، ثناء کے بعد پندرہ بار کلمہ پڑھے

سُبحَانَ اللهِ وَالحَمدُلِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكبَر

پھر تعوذ اور تسمیہ اور فاتحہ اور سورۃ پڑھ کر دس بار یہی کلمہ پڑھے/ پھر رکوع میں جا کر رکوع کی تسبیح کے بعد دس بار پھر یہی کلمہ پڑھے/ پھر رکوع سے اُٹھ کر تسمیع وتحمید کے بعد دس بار یہی کلمہ پڑھے/ پھر سجدے میں جا کر سجدے کی تسبیح کے بعد دس بار/ پھر سجدے سے اٹھ کر جلسہ میں دس بار/ پھر دوسرے سجدے میں تسبیح کے بعد دس بار/ پھر دوسری رکعت میں فاتحہ سے پہلے پندرہ بار/ اور پھر اسی ترتیب سے چار رکعتیں کہ ہر رکعت میں پچھتر بار اور چاروں رکعتوں میں تین سو بار کلمہ پڑھا جائے گا۔ حدیث مبارکہ ہے کہ کسی کے گناہ ریت کے ذروں کے برابر بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ مزید آپ ﷺ سے روایت ہے، کہ مہینہ میں ایک بار، یا سال میں ایک دفعہ پڑھ لی جائے (او کما قال)

نمازِ خوف (وقتِ جہاد، خوف کے وقت کی نماز):

مکمل تفصیل کے لئے سورۃ نساء کی آیت 102 کی تفسیر دیکھیں، مختصراً یہ کہ دوران جنگ اگر وقتِ نماز آجائے، تو آدھا لشکر امام کے ساتھ، پہلے صرف آدھی نماز (دو رکعت ہو تو پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ تک، چار رکعتیں ہوں تو دوسری رکعت کے قعدہ اولی یعنی پہلی التحیات تک) ادا کرے اور واپس لڑائی کو چلا جائے، اور اس کے لڑتے ہوئے جو دوسرا باقی کا آدھا لشکر تھا وہ باقی کی آدھی نماز میں امام کے ساتھ مل جائے۔ یہ دوسرے والا آدھا لشکر اپنی نماز پوری کرے یا آدھی پڑھ کر ہی دوبارہ واپس لڑائی پر جا پہنچے اور پہلے والا آ کر اپنی نماز پوری کر لے۔ اور پھر باقی آ کر نماز پوری کر لیں۔

نمازِ جمعہ:

صرف آزاد، عاقل، بالغ، تندرست اور مقیم (جو مسافر نہ ہو) مسلمان مرد پر فرض ہے۔ یہ نماز ظہر کے قائمقام ہے، البتہ اگر کسی کی جمعہ کی نماز رہ جائے گی تو وہ پھر بعد میں صرف ظہر کی نماز کی قضا پڑھے گا، جمعہ کی نماز سے پہلے خطبہ لازم ہے، جو جو چیزیں نماز میں حرام ومنع ہیں وہ خطبہ جمعہ کے دوران بھی منع وحرام ہیں، مثلاً کھانا، پینا، سلام وکلام، سب سامعین پر خطبہ سننا و چپ رہنا لازم وفرض ہے۔ دو خطبوں کے درمیان دعا بھی ہاتھ اٹھائے بنا کی جائے گی، اور صرف دل میں کی جائے گی، زبان سے نہ کی جائے گی۔

اوقات مکروھہ:

جن میں نماز ادا کرنا منع ہے،

1: سورج طلوع ہونے سے لے کر تقریباً 20 منٹ بعد تک،

2: سورج غروب ہونے کے وقت سے تقریباً 20 منٹ پہلے کا دورانیہ،

3: زوال کا وقت، (ظہر سے پہلے)

ان تین مکروہ اوقات میں کوئی بھی نماز، نہ فرض، نہ واجب، نہ نفل، نہ ادا، نہ قضا، نہ سجدہ تلاوت وغیرہ کوئی بھی جائز نہیں۔ ان اوقات میں تلاوتِ قرآن بھی بہتر نہیں، دیگر ذکر یا درود شریف پڑھ لینا چاہیے۔

4: نماز فجر کا وقت شروع ہونے سے لے کر اشراق کا وقت ہو جانے تک، فجر کی نماز کے علاوہ کوئی نفل نہیں پڑھ سکتے۔

5: نماز عصر کے فرض ادا کر لینے کے بعد بھی غروب آفتاب تک نفل پڑھنا منع ہے۔

فیمنزم اور طلاق کا بخار

پروفیسر جویریہ ساجد
پرنسپل گورنمنٹ ایسوسی ایسٹ گرلز کالج رحیم یار خان

بھئی ہمارے یہاں کی سو کالڈ فیمنسٹ کا بھی جواب نہیں پہلی دلیل میں کہتی ہیں طلاق جائز حق ہے عورت کا طلاق لینے پہ کیسا اعتراض۔۔۔۔۔؟

جی بالکل نا مساعد حالات میں طلاق لے لینا عورت کا حق ہے لیکن طلاق لینا عورت پہ فرض نہیں ہے کہ وہ خود کو ثابت کرنے کے لیے اس حق کو لازمی استعمال کرے اور لازمی طلاق لے بہت سے فیمنسٹ نے طلاق کو ایسے متعارف کروایا ہے جیسے ہر عورت پہ فرض ہے کہ وہ طلاق لے۔ دوسری دلیل اسلام طلاق کی صورت میں اگر بچوں کے بارے میں فکرمند ہوتا تو کبھی طلاق کا آپشن نا رکھتا۔ جواب: اسلام طلاق لے کے گھر توڑنے کے نتیجے میں اگر اولاد کے لیے فکرمند نا ہوتا تو طلاق کو جائز عمل میں سب سے ناپسندیدہ عمل قرار نا دیتا۔ اسلام کو کیا مسئلہ تھا عورت مرد بدلتے رہتے لیکن اسلام کو ادراک تھا اس سے اولاد تباہ ہو جاتی ہے میں اس طرح کی فیمنسٹوں سے سوال کرتی ہوں کہ آپ لوگ علیحدگی اور طلاق کو پروموٹ کرنے کے بجائے مثبت رویوں کے فروغ پہ بات کیوں نہیں کرتیں۔ طلاق کی وجوہات کو ختم کر کے شادی بچانے پہ اصرار کیوں نہیں کرتیں۔ جتنی توانائی آپ عورت کو ذرا ذرا سی بات پہ طلاق لے لینے پہ اکسانے کے لیے صرف کرتی ہیں اس سے آدھی بھی اگر طلاق کی نوبت نا آنے دینے پہ صرف کریں تو معاشرے کی اقدار میں تنزلی نہیں آئے گی۔ آپ علیحدگی کی وجوہات کو جاننے، ان کا سد باب کرنے، دونوں فریق کے درمیان معاملات کو سلجھانے کے بجائے طلاق کے آپشن کی طرف دوڑ کیوں لگاتی ہیں آپ کو بستی ہوئی عورت سے کیا مسئلہ ہے۔ آپ کیوں عورت مرد کو اجاڑنا چاہتی ہیں آپ کیوں بچوں کو نفسیاتی مریض بنانا چاہتی ہیں۔ طلاق لے لو کے بعد آپ کے پاس کہنے کو کچھ نہیں اگلا کوئی پلان نہیں۔ ان طلاق یافتہ خواتین کا آگے کیا بندوبست ہے ان سے شادی کون کرے گا کیا آپ نے کبھی اپنے شوہر کو دوسرے نکاح کی طرف راغب کیا ہے؟ کیا بھائی کی طلاق یافتہ خاتون سے شادی کو سراہا ہے؟ کیا بیٹے کو مطلقہ سے نکاح کا حکم دیں گی؟ کیا ماں کے مرنے کے بعد باپ کا نکاح کسی بیوہ مطلقہ سے کروائیں گی یا بس آپ کا کام طلاقیں کروانا ہے۔ اس کے بعد طلاق یافتہ خاندان کے بچوں کے لیے کیا پلانز ہیں آپ کے پاس؟ باپ شادی کر لے تو آپ کو سوتیلی ماں سے مسئلہ اس کی زندگی اجیرن۔ ماں شادی کر لے تو آپ کو سوتیلے باپ پہ بے اعتباری اس سے مسئلہ۔ میرے سادہ سوال کا جواب دیں آپ نام نہاد فیمنسٹ عورت کو حقوق دلوانے کے لیے اسے اجاڑنا کیوں چاہتی ہیں بسا کے حقوق دلوانے پہ بات کیوں نہیں کرتیں۔۔۔۔۔؟ طلاق کیوں کروانا چاہتی ہیں طلاق اور سنگل مدر کو پروموٹ کیوں کر رہی ہیں۔ میاں بیوی کے درمیان معاملات سیٹل کروانا کیوں نہیں چاہتیں۔ آپ کو نہیں لگتا سنگل مدر اولاد کی دہری ذمہ داریاں اٹھاتی ہے۔ آپ کیوں اسے ہلکان کرنا چاہتی ہیں۔ آپ عورت کی خیر خواہ نہیں ہیں آپ صرف مرد کو نیچا دیکھانا چاہتی ہیں اسے دھتکارنا چاہتی ہیں جوتے کی نوک پہ رکھنا چاہتی ہیں۔ آپ اسے بتانا چاہتی ہیں کہ عورت کو تمہاری ضرورت نہیں ہے چاہے یہ بات سمجھانے میں آپ خود برباد ہوں نفسیاتی ہوں بچے تباہ ہوں اس کے بعد آپ اپنے محنت سے پالے پوسے بیٹوں سے ضرورت سے زیادہ امیدیں باندھ کے بہوؤں کو اجاڑتی ہیں۔ دراصل آپ خود عورت کی بدترین دشمن ہیں۔

جتنی توانائی آپ عورت کو ذرا ذرا سی بات پہ طلاق لے لینے پہ اکسانے کے لیے صرف کرتی ہیں اس سے آدھی بھی اگر طلاق کی نوبت نا آنے دینے پہ صرف کریں تو معاشرے کی اقدار میں تنزلی نہیں آئے گی

کیا آپ نے کبھی اپنے شوہر کو دوسرے نکاح کی طرف راغب کیا ہے؟ کیا بھائی کی طلاق یافتہ خاتون سے شادی کو سراہا ہے؟ کیا بیٹے کو مطلقہ سے نکاح کا حکم دیں گی؟ کیا ماں کے مرنے کے بعد باپ کا نکاح کسی بیوہ مطلقہ سے کروائیں گی یا بس آپ کا کام طلاقیں کروانا ہے؟

سرکاری سکولز کی نجکاری ۔ ایک سوچی سمجھی سازش

سید حسنین نوری

پچھلے 7 سال سے سرکاری اساتذہ کی ایک لاکھ پچاس ہزار آسامیاں خالی ہیں۔ایک ٹیچر 200 بچوں کو پڑھا رہا ہے۔جبکہ ہر 40 بچوں کے لیے ایک استاد ہونا چاہیے۔مگر ایسا نہ کیا گیا۔مقصد صرف ایک سرکاری سکولز کو ناکام بنانا۔مگر سلام میرے سرکاری اساتذہ کو جنہوں نے ہمت نہ ہاری۔سکولز میں سٹاف کم ہونے کے باوجود اچھے رزلٹ لانے میں کامیاب ہوگئے۔سازش کھل کے تو تب سامنے آئی جب وزیر اعلی نے لاہور کے سکول کا وزٹ کیا جہاں 1600 بچوں کو 10 اساتذہ پڑھا رہے تھے انہیں شاباش دینے کے بجائے اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کی پالیسی پر عمل پیرا ہو کر پریس کانفرس کر ڈالی کہ ایسے سکول چلانے ہیں تو بند کر دو۔۔۔افسوس اب سوال یہ کہ اگر سرکاری سکولز کی نجکاری کر دی جاتی ہے تو کیا ہوگا؟ عام عوام یہ سوچ کے چپ ہے کہ یہ شاید ہمارا مسلہ نہیں ہے، یہاں مراعات کے معاملات ہیں۔مگر زرا سوچیے تعلیمی اداروں کی نجکاری کر دی جائے اور مختلف این جی اوز کو دے دیے جائیں تو فیسیں، نصاب پھر بات یہاں نہیں اغیار کے نشانے پر ان این جی اوز کے ذریعے جن نظریات کا پرچار ہوگا شاید آپ اور ہم اسکا ادراک بھی نا کر سکیں۔یاد رکھیے تعلیم، صحت اور روزگار کے مواقع مہیا کرنا ریاستوں کی ذمہ داری ہوتی ہے اور پاکستان جہاں اشرفیاں مستی میں ہے اور غریب کے لیے دو وقت کا کھانا مشکل ہوا پڑا وہاں وہ بچے جو جوتا نہیں خرید سکتے، جن کے ماں باپ آنکھوں میں خواب سجائے بیٹھے ہیں۔ایک دن ہمارا بیٹا بھی آفیسر بنے گا۔یہ ان خوابوں کو چھیننے کی سازش ہے یہ سازش تب کی گئی جب سرکاری سکولز کے بچے بورڈ میں پوزیشنز لے رہے ہیں اور پوزیشنز بھی اس طرح کہ جہاں ایک کلاس کو 6 استاد چاہیے وہاں صرف ایک استاد اپنی ہمت کے بل بوتے پر بچوں کو پڑھا رہا۔جبکہ ایک اہم مسئلہ سرکاری اساتذہ کی کم از کم تعلیم PHD, Mphil MSC ہے۔مگر ان کاروباری لوگوں کو چاہیے صرف میٹرک پاس یومیہ اجرت والے اساتذہ جو بچوں میں شعور بیدار نہ کر سکیں اور نظریات تو دور یہ تعلیم کے ت سے بھی واقف نہیں ہوں گے۔غریب کا بچا پڑھ گیا تو وہ سوال پوچھے گا، تمہاری کرپشن پر تم سے سوال کرے گا، وہ غربت کی لائن سے آیا غریب کا احساس کرنے والا پڑھ نا سکے۔اچھا ہے غریب سے روزی تو چھین چکے ہوا اب اس کے بچوں کی آنکھوں میں سجے خواب بھی چھین لو۔۔!استاد کو سڑکوں پر لانے والوں کی سازش کو سمجھو! یہ استاد کے پیشے کو بے وقعت بنانے کو کوشش کی جا رہی ہے۔سکولز کی تباہی تمہاری آنے والی نسلوں کو غلام بنا دے گی۔جاگو میرے ہم وطنو! ورنہ ہم اور ہماری آنے والی نسلیں تباہ و برباد ہو جائیں گی اور بات یہاں تک ہی نہیں رہے گی بلکہ پھر جو ادارے بچ گئے وہ بھی نجکاری کی تباہی کی بھینٹ چڑھیں گے۔اداروں کی کارکردگی میں بہتری کے لیے اصلاحات لائی جائیں نا کہ نجکاری

خودشناسی۔۔۔کلیدِ کامیابی

تحریر: ثوبان عطاری

نئے راستے نئے مواقع اسے ملتے ہیں، کشادگی اور فراوانی انہی کے لیے ہے، جن کے الفاظ اور عمل سے واضح ہو کہ انہیں اپنے مقصد کا پتا ہے اور وہ اس کے حصول کے لیے ضدی ہیں۔ویسے، آپ کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ کبھی سوچا؟ لکھا؟ یا بس حالات کے دھارے پہ ہی بہتے جا رہے ہیں۔کروں؟ نا کروں؟ کب کروں؟ کیا کروں؟ یہ کنفیوژن confusion انسان کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔فوراً فیصلہ کر لیں اور اس پہ جم جائیں۔خود اعتمادی کا شارٹ کٹ بھی یہی ہے۔بیرونی امداد (باہر سے ملنے والی موٹیویشن) کو چھوڑیں۔۔خود کفیل ہو جائیں (اپنی کامیابیوں سے خود موٹیویٹ)۔یاد رکھیں باہر سے جتنا بھی پیار مل جائے، ضرورت پوری نہیں کر سکتا۔وجود کو سکون اسی وقت ہوگا، جب آپ اپنے آپ سے پیار کریں گے۔اپنا خیال رکھا کریں۔۔شاہکار ہیں آپ!! ایسی بہت سی چیزوں کے مالک ہیں جن کا متبادل نہ ہے، نہ کبھی ہوگا۔دیکھتی آنکھ۔۔۔دھڑکتا دل۔۔۔! پوری دنیا میں آپ جیسا کوئی نہیں۔۔اتنے منفرد اور یونیک! چلیں، اب ان صلاحیتوں کو بھی تلاشیں، جو اس شاہکار میں چھپی ہیں۔نکالیں انہیں، وہ پیچھے گودام میں رکھی ہوئی ہیں۔۔استعمال نہ کرنے کی وجہ سے زنگ لگ گیا ان کو۔۔پالش کریں اور چھا جائیں۔۔ Never chase but Attract۔ پیچھے پیچھے نہ بھاگیں۔ایسے بن جائیں کہ جیت آپ کے پیچھے آئے۔

کفن چوروں کی انجمن

شعیب الحسن وہنی وال
پریس سیکرٹری انجمن طلبہ اسلام ضلع خانیوال

ہر وہ فرد جو اپنے دل میں انسانیت کا درد رکھتا ہے وہ میری اس بات سے متفق ہوگا کہ گزشتہ ایام سے فلسطینی عوام پر ڈھائے جانے والے مظالم پُرافسوس ہیں۔ اور ان مظالم کے مقابلے میں عالمی برادری کی خاموشی قابلِ مذمت ہے۔ کیونکہ فلسطینی عوام اپنے حقوق کے لیے میدان عمل میں اتری ہے۔ اور لگ بھگ گزشتہ نصف صدی سے قابض اسرائیلی یہودیوں کے مقابلے میں آزادی کا عزم لے کر لڑ رہی ہے تو اس لحاظ سے عالمی برادری کا اس معاملے پر فلسطینی عوام کے حق میں آواز بلند کرنا اخلاقی فرض بنتا ہے۔ لیکن عالمی برادری سے امید لگانا کسی حماقت سے کم نہیں۔ عالمی برادری سے میری مراد نام نہاد انسانی حقوق کے تحفظ کے دعویدار اور اقوام متحدہ ہے۔ ہاں وہی اقوامِ متحدہ جس کے بارے میں شاعر مشرق اور بیسویں صدی کے عظیم مسلمان مفکر اور مسلمانوں کے لئے ایک الگ ریاست کا خواب دیکھنے والے عظیم انسان حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ یوں کہا کہ یہ ”کفن چوروں کی انجمن ہے“ اور علامہ اقبال نے اپنی شاعری میں جن نقاط کی طرف اشارہ کیا تھا ان میں واضح طور پر یہ مفہوم موجود تھا کہ یہ انجمن صرف اور صرف اس لئے قائم کی گئی ہے کہ چند استعماری قوتیں مل کر کمزور اور غریب ممالک کو اپنے جال میں پھنسا لیں، جیسا کہ انہوں نے فلسطین کے ساتھ خیانت کی اور دنیا بھر سے صیہونیوں کو لا کر بساتے رہے اور بالآخر 1948ء میں اسرائیل نامی ناجائز اور غاصب ریاست کو فلسطین پر قائم کر دیا۔ (یہ بات درست ہے کہ ڈاکٹر اقبال کے دور میں اقوام متحدہ وجود میں نہیں آئی تھی لیکن ”انجمن اقوام“ کے نام سے ایک انجمن تھی جو کہ کچھ عرصے میں ختم ہوگئی تھی اور اس کے خاتمے کی پیشین گوئی بھی ڈاکٹر اقبال نے اپنے اشعار کی صورت میں کی تھی بہر حال اقوامِ متحدہ ڈاکٹر اقبال کی رخصت کے بعد بنی لیکن یہ اسی ”انجمن اقوام“ کا نچوڑ ہے اسی انجمن کے وڈیروں نے مل کر اقوامِ متحدہ بنائی تھی) شاید فلسطینی اسی احسان کا بدلہ چکا رہے ہیں کہ جب یورپ اور روس میں عیسائیوں نے یہودیوں پر زمین تنگ کر دی اور یہودیوں کو نقل مکانی کرنے پر مجبور کر دیا تو فلسطینیوں نے انہیں جگہ دے کر اس احسان فراموش قوم پر احسان کیا (یہ سلطنتِ عثمانیہ کا آخری دور تھا) بہر حال پھر یہی کہوں گا کہ عالمی برادری سے امید لگانا حماقت کے مترادف ہے اور یاد رہے کہ وہ اس لیے بھی فلسطینی عوام کے حق میں آواز بلند نہیں کرتے کہ فلسطینی عوام مسلمان ہیں۔ لیکن یہ امر اس سے کہیں بڑھ کر پُرتشویش ہے کہ ابھی تک ہمارے کان مسلم ممالک کے حکمرانوں کی زبانوں سے بھی فلسطینی عوام کے حق میں کوئی ایک لفظ بھی سننے سے محروم ہیں۔ سوائے چند ایک کے اور وہ بھی محض تقریری احتجاج سمجھا جائے گا جب تک کوئی ملک فلسطین کے ساتھ میدان میں نہیں اتر جاتا۔ یاد رہے یہ جنگ فقط فلسطینی مسلمانوں کی نہیں بلکہ یہ تمام امت محمدی کا مسئلہ ہے کیونکہ اس ارضِ مقدس کا تحفظ تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کیونکہ اس ارض مقدس میں ہمارا قبلہ اول ”بیت المقدس“ ہے۔ اور بیت المقدس کا تحفظ امت مسلمہ کا اہم فریضہ ہے۔ مسلمانوں وہی بیت المقدس (مسجد اقصی) جس کی فضیلت حدیث مبارک میں اس طرح آئی ہے حدیث کا مفہوم ”جو شخص مسجد اقصی میں نماز پڑھے اسے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے" (سنن ابن ماجه: حديث نمبر: 1413، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها/ باب ما جاء في الصلاة في المسجد الجامع) اور اس مسجد کو اسلام میں شان و شوکت کے اعتبار سے تیسرا مقام حاصل ہے یعنی عزت و شان کے اعتبار سے پہلی مسجد حرام ہے، پھر مسجد نبوی اور پھر مسجد اقصی ان تینوں مسجدوں کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے اور آقا کریم ﷺ نے بھی ان کی خصوصی عظمت بیان فرمائی ہے یہ کہنا قطعاً غلط نہیں ہوگا کہ اسرائیلی یہودی اسی مسجد اقصی کو (معاذ اللہ) مسمار کرنے کا ناپاک ارادہ رکھتے ہیں اور فلسطین پر گزشتہ نصف سے ناجائز قبضہ جما کر بیٹھے ہوئے ہیں میں بطور مسلمان تمام امت مسلمہ کے با اثر افراد سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ مسلمان ہونے کے ناطے فلسطینی مسلمان بھائیوں کے حق میں آواز بلند کریں اور پاکستانی شہری ہونے کے ناطے اپنے ملک و ملت کے حکام بالا سے دست بستہ درخواست گزار ہوں کہ فلسطینی مسلمان بھائیوں کے حقوق اور قبلہ اول بیت المقدس کے تحفظ کے لیے فلسطینی عوام کے ساتھ میدان عمل میں کھڑے ہوں اور اپنے ایمان کی بقا کا ثبوت دیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فلسطینی بھائیوں کی حفاظت فرمائے اور فلسطینی مجاہدین کو کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے اللہ جل جلالہ ہم سب کا حامی ناصر ہو۔ آمین

علامہ اقبال کے دور میں اقوام متحدہ وجود میں نہیں آئی تھی لیکن ”انجمن اقوام“ کے نام سے ایک انجمن تھی جو کہ کچھ عرصے میں ختم ہوگئی تھی اور اس کے خاتمے کی پیشین گوئی بھی ڈاکٹر اقبال نے اپنے اشعار کی صورت میں کی تھی بہر حال اقوامِ متحدہ ڈاکٹر اقبال کی رخصت کے بعد بنی لیکن یہ اسی ”انجمن اقوام“ کا نچوڑ ہے اسی انجمن کے وڈیروں نے مل کر اقوامِ متحدہ بنائی تھی

مسجد اقصیٰ کو اسلام میں شان و شوکت کے اعتبار سے تیسرا مقام حاصل ہے یعنی عزت و شان کے اعتبار سے پہلی مسجد حرام ہے، پھر مسجد نبوی اور پھر مسجد اقصی ان تینوں مسجدوں کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے اور آقا کریم ﷺ نے بھی ان کی خصوصی عظمت بیان فرمائی ہے

good is inscribed deep on the slate of existence. A tyrant dies and his rule is over and a martyr dies and his rule begins. Those who die in the name of Allah continue living in different domain beyond our understanding. Hussain, may Allah be pleased with him, will live on till humanity survives on earth whereas Yazid has already been condemned to eternal curse. Imam Abu hanifa's intellectual legacy goes on though he was persecuted by Al-Mansur, the Abbasid tyrant. Similarly, imam malik, imam shafi and imam Hanbal had to undergo tyrannical victimization but they stood their grounds and today are exalted as grand jurists by their followers as well as adversaries. On the other hand, except a few teachers of history, hardly anyone knows much about the tyrants of their respective eras. One recent example of long line of victims of tyranny is Allama Khadim Hussain Rizvi who was tortured and jailed for raising robust voice against acts of blasphemy committed in the name of freedom of speech. His funeral gathering was arguably the biggest in the history of Pakistan whereas his detractors are either dethroned or devalued. His rule began after his demise and he will continue inspiring generations to come.

Death does not kill those who die gladly for Allah's sake; instead, they remain alive but we can't figure out mode of their existence. Summing up with beautiful lines of John Donne:

Death, be not proud, though some have called thee
Mighty and dreadful, for thou art not so;
For those whom thou think'st thou dost overthrow
Die not, poor Death, nor yet canst thou kill them.

اظہار تعزیت

انجمن طلباء اسلام پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ناظم برادر شاہد عبدالرحیم کی والدہ محترمہ وفات پاگئی ہیں۔ اللہ کریم اہلخانہ کو صبر جمیل سے نوازے اور مرحومہ کی کامل بخشش فرمائے۔۔۔ آمین

اپیل دعائے صحت

انجمن طلباء اسلام کے سابق رہنما، آزاد کشمیر کے ممتاز مذہبی و سماجی رہنما جناب حافظ شفیق مجددی ان دنوں علیل ہیں، حافظ صاحب کی چند دن پہلے ایم ایچ راولپنڈی سے ہارٹ سرجری ہوئی ہے۔ نوائے انجمن کے تمام قارئین سے اپیل ہے کہ حافظ شفیق صاحب کی جلد اور مکمل صحت یابی کیلئے دعا فرمائیں

مکتبہ انجمن

MARTYRS & TYRANTS

By: Prof. Muhammad Shahid Raza

The greatest reality of life is what we witness around us in the most unexpected of situations and the safest of places. None has ever lived for unforeseeable time nor will one live forever. Death is the ultimate end to all our worldly aspirations, ambitions, apprehensions and achievements. Is this the fate of man, the crown of creation, to abruptly perish leaving behind gains of entire life? If life is too fickle to cherish, what meaning can we ascribe to our brief existence on earth?

Allah Almighty answers these poignant questions in the Holy Quran. In Surah Younus verse 7-8 Allah forewarns human of impending doom:

Indeed, those who do not expect the meeting with Us and are satisfied with the life of this world and feel secure therein and those who are heedless of Our signs. They will have the Fire as a home because of what they have committed.

Disbelief in the hereafter is not just about refuting the idea of life after death; it also pertains to maintaining intrinsic connection with hereafter through doing good deeds. As Muslims we firmly believe that we will have to answer for our actions in life and nobody will be penalized for the sin of any other person. Whosoever has done iota of good will be rewarded and whosoever has committed tiniest of sins will be held accountable for that.

Despite clear forebodings of Allah Almighty, most of the people tend to wreak havoc with the lives of others. We may be absolved of negligence of obligatory rituals if Allah has mercy upon us. But in case of our violating the human rights, we will have to first seek clearance from the persons sinned against before we implore for divine forgiveness.

How blatantly do we commit atrocities against the weak and helpless! This outrageousness on the part of the powerful may lead one to think differently of the hereafter. If the perpetrators of evil go scot free and the victims rot in narrow cells, the objections are raised to mechanism of divine justice. Might is right seems to be the only practical reality of this world but this soon turns out to be mirage. The footprints of evil are promptly washed away from the sands of time whereas